إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ ۔ عَسَىٰ أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا

الفضل قادیان

The ALFAZL QADIAN.

ہفتہ میں تین بار

ایڈیٹر — غلام نبی

تار کا پتہ الفضل قادیان

رجسٹرڈ ایل ۳۵

فی پرچہ ۱ر

قیمت سالانہ پیشگی اندرون ہند ۱۰ر

قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند ۱۳ر

جلد ۲۱	مطابق ۱۶ر جنوری ۱۹۳۴ء	یوم سہ شنبہ	۲۹ر رمضان المبارک ۱۳۵۲ھ	نمبر ۸۵

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے متعلق ۱۴۔ جنوری بوقت تین بجے بعد دوپہر کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ حضور کو گزشتہ شب سے سر درد کا دورہ ہے۔ احباب حضور کی صحت کے لئے دعا فرمائیں:۔

۱۳۔ جنوری کی رات کو مسجد محلہ دارالرحمت میں حافظ مسعود احمد پسر بھائی محمود احمد صاحب نے تراویح میں قرآن شریف ختم کیا۔ آخری دو رکعتیں جناب صوفی۔ حافظ غلام محمد صاحب بی۔ اے سابق مبلغ ماریشس نے پڑھائیں اور آخری رکعت میں رکوع کے بعد لمبی دُعا کی۔ اس موقع پر اتنا مجمع تھا۔ کہ بہت سے مرد اور خواتین کھلے صحن میں شریک نماز و دُعا ہوئے:۔

ایک نہائت ضروری اعلان

دُعا اختتام درس رمضان

از حضرت میرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے۔ ناظر تعلیم و تربیت

جیسا کہ احباب کو معلوم ہے۔ قادیان میں رمضان کے مہینہ میں مسجد اقصیٰ میں قرآن شریف کا درس ہُوا کرتا ہے اس درس کے اختتام پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز قرآن شریف کی آخری دو سُورتوں کا درس دے کر دُعا فرمایا کرتے ہیں۔ اس سال یہ دُعا انشاء اللہ تعالیٰ ۲۹۔ رمضان مطابق ۱۶۔ جنوری ۱۹۳۴ء بروز منگل قبل غروب آفتاب ہوگی۔ یعنی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بعد نماز عصر پہلے درس دیں گے۔ اور پھر دُعا فرمائیں گے۔ بیرونی احباب اس وقت اپنی اپنی جگہ پر دُعا کا انتظام کرکے اس دُعا میں شریک ہوسکتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز عموماً یہ دُعا بہت لمبی فرمایا کرتے ہیں۔ اور قادیان اور گرد و نواح کے احباب اس میں شریک ہوتے ہیں۔ اور خدا کے فضل سے یہ وقت ایک خاص رقت اور سوز کا وقت ہوتا ہے۔ بیرونی جماعتوں کو چاہیئے۔ کہ حتے الوسع اپنی اپنی جگہ پر انتظام کرکے اس مبارک موقعہ میں شرکت اختیار کریں:۔

اخبار احمدیہ

تبلیغی ٹریکٹوں کی ضرورت

خاکسار اواخر جنوری یا اوائل فروری میں اضلاع گوجرانوالہ ۔ سیالکوٹ گجرات ۔ تحصیل سرگودھا میں سائیکل پر سفر کرنیکا انشاء اللہ ارادہ رکھتا ہے اور دوران سفر میں دیہات وقصبات وغیرہ سے گزرنا ہوگا ۔ اس لئے جن احباب کے پاس ٹریکٹ نئے یا پرانے ہوں مجھے بھیجدیں ۔ تا تقسیم کئے جاسکیں ۔ پتہ یہ ہے ۔ چک ۷۵ جنوبی ڈاکخانہ بھاگٹانوالہ ۔ سرگودھا بمکانہ ماسٹر ایم شفیع شاد احمد علی ۔ احمدی ۔

ایک احمدی کی عزت افزائی

گزشتہ سالگرہ شہنشاہ جارج پنجم کے موقعہ پر خاکسار کو ایم ۔ بی ۔ ای ۔ کا خطاب ملا تھا ۔ جس کا میڈل یکم جنوری ۱۹۳۴ء کو نیو ایر ڈے پریڈ کے موقعہ پر ڈسٹرکٹ کمانڈر میرٹھ ڈسٹرکٹ صاحب بہادر نے دیا ۔ احباب دعا فرمائیں اللہ تعالےٰ مبارک کرے ۔ خاکسار محمد یعقوب خان رسالدار ۔ ڈپٹی ڈی اسسٹنٹ سرجن میرٹھ چھاؤنی ۔

درخواست ہائے دعا

۱ ۔ خاکسار کو کئی پریشانیاں ہیں ۔ اور روزانہ زندگی میں کئی دقتیں پیش آرہی ہیں ۔ احباب دعا کریں ۔ کہ مجھے نیک مقاصد میں کامیابی اور اطمینان قلب حاصل ہو ۔ خاکسار حمید احمد از میمو ۔

۲ ۔ احباب سے درخواست ہے ۔ کہ رمضان کے دنوں میں میری دینی اور دنیوی ترقیات کے لئے دعا فرمائی جائے ۔ خاکسار شیخ فضل حق از جہلم ۔ ۳ ۔ مکرمی ڈاکٹر عبد الکریم صاحب احمدی کا لڑکا عبد الرشید بیمار ہے ۔ احباب صحت کے لئے دعا فرمائیں ۔ خاکسار عبد الرحمٰن از قادیان ۔ ۴ ۔ خاکسار کا ایک مقدمہ دائر ہے ۔ اس میں کامیابی کے واسطے دوست دعا کریں ۔ خاکسار نبی بخش اجمیر ضلع ہوشیارپور ۔ ۵ ۔ میری لڑکی اختر بیگم بیمار ہے ۔ اس کی صحت اور شفایابی کے لئے دعا کی جائے ۔ نیز میری مشکلات کے حل کے لئے بھی ۔ خاکسار عبد العزیز ۔ نوشہرہ ۔ ۶ ۔ میرا لڑکا منصور احمد تپ محرقہ میں مبتلا ہے ۔ احباب دعائے صحت کریں ۔ پہلے ایک بچہ اسی بیماری سے فوت ہوچکا ہے ۔ خاکسار احمد اللہ خان ایبٹ آباد ۔ ۷ ۔ مجھے چند تکالیف ہیں ۔ احباب دعا کریں ۔ اللہ تعالےٰ دور کردے ۔ خاکسار محبوب عالم ۔ خانیوال ۔ ۸ ۔ میری لڑکی عزیزہ بیگم عرصہ سے بیمار ہے احباب سلسلہ دعا کریں ۔ اللہ تعالےٰ شفا دے ۔ اور اس کے بچوں کو دین و دنیا میں بامراد کرے ۔ خاکسار عبد العزیز پنشنر نوشہروی ۔ ۹ ۔ برادر محمد یار متعلم بی ۔ اے کی کامیابی کے لئے دعا کی جائے ۔ خاکسار امام بخش بڈھ والا ۔ ضلع ڈیرہ غازیخاں ۔

۱۰ ۔ خاکسار بعض مصائب میں مبتلا ہے ۔ دو دفعہ مال واسباب اور زیور چوری ہونے کے باعث مالی مشکلات اور قرض سے تنگ ہے ۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے ۔ خاکسار برکت علی ۔ از لکھنؤ ۔ ۱۱ ۔ برادر غلام محمد صاحب اختر سٹاف وارڈن ریلوے لاہور کے مستقل ہونے کا فیصلہ بہت جلد ہونے والا ہے ۔ اور کاغذات افسران بالا کے پیش ہیں وہ جملہ احباب جماعت سے اپنی کامیابی کے لئے درخواست دعا کرتے ہیں ۱۲ ۔ خاکسار کے والدین مالی مشکلات میں ہیں ۔ ان کے لئے نیز اپنی روحانی اور جسمانی کمزوریوں کے دور ہونے کے لئے احباب سے درخواست دعا ہے ۔ پنڈی بھٹیاں ضلع گوجرانوالہ میں اشاعت احمدیت کے لئے بھی دعا فرمائی جائے ۔ خاکسار غلام محمد ۔ عبد ۔ قادیان ۔

اعلان نکاح

۱ ۔ عبد الرحمٰن ولد منشی عبد الغنی صاحب ساکن ستور (ریاست پٹیالہ) کا نکاح امۃ الحی بنت ماسٹر مامون خاں صاحب سے یکم جنوری ۱۹۳۴ء بعد نماز عصر مولانا محمد سرور شاہ صاحب نے پڑھا ۔ خاکسار مرزا عبد الحمید قادیان ۔ ۲ ۔ ۸ ۔ اکتوبر ۱۹۳۳ء کو مولوی برہان الدین صاحب مرحوم جہلمی کے پوتے عبد اللطیف کی دختر زبیدہ بیگم کا نکاح بعوض مہر ۱۰۶ تولہ زیورات نقرئی مسمی رحمت اللہ ولد الہ دین نجار ساکن فتح پور ضلع گجرات کے ساتھ سید محمد شاہ صاحب نے پڑھا ۔ احباب دعا فرمائیں ۔ کہ مولا کریم اس تعلق کو جانبین کے لئے بابرکت کرے ۔ خاکسار فیض احمد ۔ فتح پور ۔

ولادت

۱ ۔ آنریری کپتان ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب پنشنر کے ہاں ۲۲ ر دسمبر ۱۹۳۳ء لڑکی پیدا ہوئی ۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے حمیدہ نام رکھا ۔ انبتھا اللہ نباتا حسنا ۔ (الکمل) ۲ مستری احمد الدین ساکن ترگڑی کے ہاں پچاس سال بعد اللہ تعالےٰ نے لڑکا عطا کیا ہے ۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے مبارک احمد نام رکھا ہے ۔ احباب دعا فرمائیں ۔ اس کی عمر دراز ہو ۔ اور سلسلہ کا خادم ہو ۔ نیز مستری حسن الدین صاحب کے ہاں اولاد کے لئے بھی دعا کی درخواست ہے ۔ خاکسار مرزا محمد حسین از قادیان ۔

دعائے مغفرت

۱ ۔ برادر فضل کریم صاحب ۲۷ ر دسمبر کی شام فوت ہوگئے ہیں ۔ دوست دعائے مغفرت کریں ۔ خاکسار محمد فضل الٰہی از بھیرہ ۔ ۲ ۔ سماۃ امام بی بی زوجہ الہ دین صاحب حجام فوت ہوگئی ہے ۔ احباب دعائے مغفرت کریں ۔ مرحومہ نے احمدیت کے لئے بہت تکالیف اٹھائی تھیں ۔ خاکسار امام الدین جستوکی ۔ ۳ ۔ چودھری محمد عزیز صاحب ۲ ر اکتوبر ۱۹۳۳ء فوت ہوگئے ہیں ۔ احباب دعائے مغفرت کریں ۔ خاکسار ظفر علی علاوال چک ضلع گورداسپور ۔ ۴ ۔ خاکسار کی والدہ ۳۱ ۔ دسمبر کی رات فوت ہوگئیں احباب مغفرت کے لئے دعا کریں ۔ خاکسار غلام نبی ۔ گوجرانوالہ ۔ ۵ ۔ برادر محمد دین صاحب فوت ہوگئے ہیں ۔ دوست دعائے مغفرت کریں ۔ خاکسار ۔ روشن دین ۔ چنڈی چری ۔

غیر مسلموں میں تبلیغ اسلام کا خاص دن

اس سال غیر مسلم اصحاب میں تبلیغ اسلام کرنے کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے ۴ ر مارچ ۱۹۳۴ء کا دن مقرر فرمایا ہے ۔ اس موقعہ پر نظارت دعوت و تبلیغ احباب کی سہولت اور غیر مسلم اصحاب کی آسانی کی خاطر ایک ٹریکٹ بھی شایع کرے گی ۔ احباب کرام کو چاہیئے ۔ کہ ۴ ر مارچ ۱۹۳۴ء کو یوم التبلیغ منانے کی ابھی سے تیاری شروع کریں ۔ تاکہ اپنے غیر مسلم دوستوں کے سامنے اسلام ایسا قیمتی تحفہ اس عمدگی ۔ اور خوبی کے ساتھ پیش کرسکیں ۔ کہ وہ خوش ہوں ۔ اور آئندہ اسلام کے متعلق ان کی دلچسپی بہت بڑھ جائے ۔

اس کے لئے سب سے زیادہ ضروری چیز شیریں زبان ۔ اور عمدگی کلام ہے ۔ چنانچہ تبلیغ کا فرض انجام دینے والوں کے لئے خدا تعالےٰ نے ایک خاص حکم یہ فرمایا ہے ۔ کہ ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ ۔ یعنی جن لوگوں کو تم اپنے رب کے رستہ کی طرف بلاؤ ۔ انہیں عمدگی اور خوش کلامی سے مخاطب کرو ۔ پس ہر احمدی کو اس بات کا خاص طور پر خیال رکھنا چاہیئے ۔ اور کسی رنگ میں بھی کسی کے لئے باعث ملال نہیں بننا چاہیئے ۔ ناظر دعوۃ و تبلیغ ۔ قادیان

کوئی صاحب الفضل جاری کرادیں

مولوی محمد عثمان صاحب یو ۔ پی کے رہنے والے بہت پرانے احمدی ہیں ۔ ۱۹۰۵ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کی تھی ۔ ۲۰ سال سے برما میں رہتے ہیں ۔ آپ کی تبلیغ سے وہاں بہت سے لوگ احمدی ہوئے ۔ اس وقت پریشان اور تنگ حال ہیں ۔ باوجود پیرانہ سالی کے تبلیغ کے کام میں جوانوں سے زیادہ سرگرم ہیں ۔ اگر کوئی صاحب ان کے نام اخبار الفضل جاری کرادیں تو عین ثواب کا موجب ہو ۔ مولوی صاحب موصوف کا آج کل پتہ حسب ذیل ہے :-

مولوی محمد عثمان صاحب احمدی موضع پونی ۔ ڈاکخانہ بانپور ۔ ضلع بستی ۔ (یو ۔ پی) خاکسار ابو الفضل محمود ۔

تلاش گمشدہ

غلام حسین ولد غلام محمد خان ۔ قوم افغان ۔ ساکن موضع لسی علی خان ڈاکخانہ ماروننگل ضلع ہوشیارپور ۔ عمر ۲۱ ۔ سال ۔ قد لمبا ۔ رنگ گندمی گردن لمبی ۔ ہونٹ قدرے موٹے ۔ پیشانی کشادہ ۔ ناک موٹا اونچا ۔ عرصہ ڈیڑھ سال سے گم ہے ۔ اگر کسی دوست کو علم ہو ۔ تو غلام محمد خاں صاحب کو مذکورہ بالا پتہ پر اطلاع دیں ۔ خاکسار محمد یعقوب قادیان ۔

جناب سیٹھ عبد اللہ الہ دین صاحب کی درخواست دعا

گزشتہ پرچہ میں جناب سیٹھ عبد اللہ الہ دین صاحب سکندرآباد کی طرف سے درخواست دعا چھپ چکی ہے ۔ اسی بارے میں وہ بذریعہ خط تحریر فرماتے ہیں کہ ان کی پیاری بچی ہاجرہ عمر دس سال گزشتہ ایک ماہ سے بیمار ہے ۔ اور اب اس کی حالت نازک ہوگئی ہے ۔ وہ اپنے تمام دوستوں اور جماعت احمدیہ کے تمام افراد سے درخواست کرتے ہیں [illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

نمبر ۸۵ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۹ رمضان ۱۳۵۲ھ | جلد ۲۱

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کی حقیقت

معاصر "صلح" گورکھپور کے ایک سوال کا جواب

حال میں ہمارے پاس گورکھپور کے ایک اخبار "صلح" کا کٹنگ ایک محترم بھائی کے ذریعہ پہونچا ہے۔ جس سے معلوم ہوا۔ کہ اخبار مذکور نے اپنے ۸۔ دسمبر ۱۹۳۳ء کے پرچہ میں ایک نوٹ "مرزائیت کو ختم کر دینے والا ایک سوال" کے عنوان سے حسب ذیل تمہیدی الفاظ کے ساتھ شائع کیا ہے:-

سوال کی حقیقت

"میرے تعلقات قادیانی اور لاہوری جماعتوں کے معزز افراد سے ہیں۔ اس لئے مجھے اکثر مرزا صاحب کی تعلیم اور ان کے عقائد کو پرکھنے کا اتفاق ہوتا رہتا ہے"

لیکن پیش کردہ سوال بالکل سطحی ہے۔ اور اگر سائل پر اس وجہ سے کہ وہ معزز سوسائٹی کا ایک فرد۔ اور احمدیوں کے ساتھ تعلقات رکھنے کا مدعی ہے۔ یہ شبہ نہ کیا جائے۔ کہ اس نے عمداً صاف اور سیدھی بات کو توڑ مروڑ کر مغالطہ دینے کے لئے پیش کیا ہے۔ تو یہ ضرور ماننا پڑے گا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وسیع عارفانہ۔ اور مدلل مضمون میں سے صرف چند سطور پر اس کی نظر پڑ گئی۔ اور "مرزائیت کو ختم کر دینے" کے شوق نے اسے سیاق و سباق دیکھنے سے بے نیاز کر دیا۔

احمدیت کو ختم کرنے والے خود ختم ہو گئے۔

سائل صاحب کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ "مرزائیت کو ختم کر دینا" اگر ایسا ہی آسان ہوتا۔ جیسا کہ انہوں نے سمجھا۔ تو شائد اس کے خاتمہ کے لئے ان کو اتنی تکلیف کی بھی ضرورت نہ پڑتی۔ اور احمدیت جسے وہ "مرزائیت" کہتے ہیں۔ کبھی کی ختم ہو چکی ہوتی۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ لاکھوں اسی ارمان میں گزر گئے۔ اور سینکڑوں، ہزاروں زندہ ہیں جو اسے ختم کر دینے کے لئے اپنی تمام عمر کی جد وجہد اور جائز و ناجائز کوششوں کی ناکامی پر رو رہے۔ اور جماعت احمدیہ کی ترقی کو دیکھ کر انگاروں پر لوٹ رہے ہیں۔ اور زبان حال سے کہہ رہے ہیں۔ کہ یہ خدا کے ہاتھ کا لگایا ہوا۔ پودا ہے۔ جسے اکھاڑ دینے کی طاقت انسانی ہاتھوں میں ہرگز نہیں۔ اور یہ ایک زبردست ثبوت ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت اور آپ کے منجانب اللہ ہونے کا:۔

اس مختصر سے ذکر کے بعد ہم اصل سوال کی طرف آتے ہیں:-

سائل کا سوال

سائل صاحب لکھتے ہیں:-

"حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب فرعون کے سامنے اپنے معجزات پیش کئے۔ تو چونکہ معجزات روز روشن کی طرح ثابت تھے۔ انکار نا ممکن تھا اس لئے فرعون اور اس کے ساتھی بدیہات سے تو انکار نہ کر سکتے تھے۔ البتہ انہوں نے حضرت موسےٰ علیہ السلام کے معجزات کو جادو کے نام سے تعبیر کر کے یہ دکھلانا چاہا۔ کہ حضرت موسےٰ علیہ السلام کے معجزات کا تعلق خدائے بزرگ کے انعامات سے نہیں۔ بلکہ جادو سے ہے جیسا کہ قرآن حکیم میں ہے۔ کہ فلما جاءھم ایاتنا مبصرۃ قالوا ھٰذا سحر مبین (پارہ ۱۹۔ سورۃ النحل) ان کے اس فعل کو اللہ تعالےٰ نے مذموم قرار دیا۔ اور اس قسم کی اظہار رائے کرنے والوں کو مفسد۔ ظالم و کافر کے نام سے خطاب کیا۔ اور ظاہر ہے۔ کہ ایک حقیقت سے انکار اور اس کی غلط تعبیر پرلے درجہ کا ظلم ہے۔ قرآن مجید میں ہے۔ لیقولن الذین کفروا ان ھٰذا الا سحر مبین (پارہ ۱۲۔ سورہ ہود)

مرزا صاحب اپنی کتاب ازالہ اوہام حصہ اول کے صفحہ ۳۰۹/۳۲۲ کے حاشیہ پر حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے معجزات کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"بہرحال مسیح کی تمثیلی کارروائیاں زمانہ کے مناسب حال بطور خاص مصلحت کے تھیں۔ مگر یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ یہ عمل ایسا قدر کے لائق نہیں جیسا کہ عوام الناس اس کو خیال کرتے ہیں۔ بہرحال یہ معجزہ صرف ایک کھیل کی قسم سے تھا"

اس پر "مرزائیت کو ختم کر دینے والا سوال" یہ کیا گیا ہے۔ کہ "مرزا صاحب کی ان ہر دو عبارتوں سے صاف پایا جاتا ہے۔ کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے معجزات من جانب اللہ اور تصرف خداوندی سے نہ تھے بلکہ یہ محض مسمریزم اور شعبدات تھے۔ (معاذ اللہ) گویا آپ حضرت مسیح کے معجزات سے تو انکار نہیں کر سکے۔ لیکن ان معجزات کو مسمریزم اور شعبدات قرار دے کر ان کے تعلق الٰہی سے انکار کرتے ہیں۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ کے محولہ بالا فرمان کے مطابق مرزا صاحب پر مفسد۔ ظالم۔ اور کافر ہونے کا الزام عائد ہو سکتا ہے۔ یا نہیں"

غلط الزام

جواب میں گزارش ہے۔ کہ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس عبارت یا کسی اور تحریر سے فی الواقعہ یہ ثابت ہو سکے۔ کہ آپ "حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے معجزات کو من جانب اللہ اور تصرف خداوندی سے" نہ مانتے تھے۔ تو اس کے متعلق سوال کیا جا سکتا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ ایسا ہرگز نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس عبارت سے اور نہ کسی اور سے یہ قطعاً ثابت نہیں ہوتا۔ حضور علیہ السلام نے اسی عبارت میں جس کا معاصر "صلح" نے حوالہ دیا ہے۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے معجزات کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے تسلیم فرمایا ہے:۔

حضرت مسیح موعودؑ نے کیا لکھا

چنانچہ اسی حاشیہ میں جو صفحہ ۲۹۲ سے شروع ہو کر صفحہ ۳۲۲ تک چلا گیا ہے۔ اور جس پر اعتراض کی بنیاد رکھی گئی ہے۔ اس کے صفحہ ۳۰۱ پر حضور فرماتے ہیں:-

"واضح ہو کہ انبیاء کے معجزات دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ محض سماوی امور ہوتے ہیں۔ جن میں انسان کی تدبیر اور عقل کو کچھ دخل نہیں ہوتا۔ جیسے شق القمر جو ہمارے سید و مولےٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ تھا۔ اور خدا تعالےٰ کی غیر محدود قدرت نے ایک راستباز اور کامل نبی کی عظمت ظاہر کرنے کے لئے اس کو دکھایا تھا۔ دوسرے عقلی معجزات ہیں۔ جو اس خارق عادت عقل کے ذریعہ سے ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ جو الہام الٰہی سے ملتی ہے۔ جیسے حضرت سلیمان کا وہ معجزہ جو صرح ممرد من قواریر ہے۔ جس کو دیکھ کر بلقیس کو ایمان نصیب ہوا۔

اب جاننا چاہیئے۔ کہ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ حضرت مسیح کا معجزہ (خلق طیور) حضرت سلیمان کے معجزہ کی طرح صرف عقلی تھا۔ تاریخ سے ثابت ہے۔ کہ ان دنوں میں ایسے امور کی طرف لوگوں کے خیالات جھکے ہوئے تھے۔ کہ جو شعبدہ بازی کی قسم میں سے۔ اور دراصل بے سود۔ اور عوام کو فریفتہ کرنے والے تھے وہ لوگ جو فرعون کے وقت میں مصر میں ایسے ایسے کام کرتے تھے۔ جو سانپ بنا کر دکھلا دیتے تھے۔ اور کئی قسم کے جانور تیار کر کے ان کو زندہ جانور کی طرح چلا دیتے تھے۔ وہ حضرت مسیح کے وقت میں عام طور پر یہودیوں کے ملکوں میں پھیل گئے تھے اور یہودیوں نے ان کے بہت سے ساحرانہ کام سیکھ لئے تھے۔

جیسا کہ قرآن کریم بھی اس بات کا شاہد ہے۔ سو کچھ تعجب نہیں۔ کہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح کو عقلی طور سے ایسے طریق پر اطلاع دے دی ہو۔ جو ایک مٹی کا کھلونا کسی کل کے دبانے یا پھونک مارنے کے طور پر ایسا پرواز کرتا ہو۔ جیسے پرندہ پرواز کرتا ہے۔ یا اگر پرواز نہیں۔ تو پیروں سے چلتا ہو۔ کیونکہ حضرت مسیح ابن مریم اپنے باپ یوسف کے ساتھ ۲۲ برس کی مدت تک نجاری کا کام بھی کرتے رہے ہیں۔ اور ظاہر ہے۔ کہ بڑھئی کا کام درحقیقت ایک ایسا کام ہے جس میں کلوں کو ایجاد کرنے اور طرح طرح کی صنعتوں کو بنانے میں عقل تیز ہو جاتی ہے۔ اور جیسے انسان میں قوے موجود ہوں۔ انہیں کے موافق اعجاز کے طور پر بھی مدد ملتی ہے۔ جیسے ہمارے سید و مولیٰ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے روحانی قوے دقائق اور معارف تک پہنچنے میں نہایت تیز اور قوی تھے۔ سو انہیں کے موافق قرآن شریف کا معجزہ دیا گیا۔ جو جامع جمیع دقائق و معارف الٰہیہ ہے۔ پس اس سے کچھ تعجب نہیں کرنا چاہیئے۔ کہ حضرت مسیح نے اپنے دادا سلیمان کی طرح اس وقت کے مخالفین کو یہ عقلی معجزہ دکھلایا ہو۔ اور ایسا معجزہ دکھلانا عقل سے بعید بھی نہیں۔

عقلی معجزات

کیا اس عبارت کو پڑھنے کے بعد بھی کوئی صاحب دیانت اور انصاف پسند یہ کہہ سکتا ہے۔ کہ ”مرزا صاحب حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے معجزات کو من جانب اللہ اور تصرف خداوندی سے“ نہ سمجھتے تھے اور ”ان کے تعلق الٰہی سے انکار کرتے ہیں“۔ ان سطور سے تو صاف ثابت ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام انبیاء کے معجزات کو دو اقسام کے سمجھتے ہیں یعنے سماوی اور عقلی اور عقلی معجزات کے متعلق آپ کا عقیدہ ہے۔ کہ وہ ”اس خارق عادت عقل کے ذریعہ ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ جو الہام الٰہی سے ملتی ہے“۔ حضرت سلیمانؑ نے بھی عقلی معجزہ دکھایا تھا۔ اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے بھی ”اپنے دادا سلیمان کی طرح“ عقلی معجزہ دکھایا اور کہ ”خدا تعالےٰ نے حضرت مسیح کو عقلی طور سے ایسے طریق پر اطلاع دے دی“

حضرت مسیح موعودؑ کا منشاء

بات دراصل یہ ہے۔ کہ بعض مسلمانوں میں جو یہ مشرکانہ عقیدہ پایا جاتا ہے۔ کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام بعض پرندے پیدا کیا کرتے تھے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کی تردید کی ہے۔ اور بتایا ہے کہ یہ خلق طیر بطور استعارہ تھا۔ اور تعجب نہیں۔ کہ حضرت عیسےٰ خدا تعالےٰ کی طرف سے عطا کردہ طریق کے مطابق بعض ایسے طیور بنا لیتے ہوں۔ جو کسی طریق سے تھوڑی دیر اڑ سکتے۔ یا چل سکتے ہوں ورنہ اللہ تعالےٰ کی صفت خالقیت میں اس کا کوئی شریک نہیں ہو سکتا اور نہ اس جیسی کوئی مخلوق پیدا کر سکتا ہے۔ لیکن اس جگہ اس کے ساتھ ہی آپ نے یہ بھی تسلیم فرمایا ہے کہ اس رنگ کے عقلی معجزات بھی حضرت عیسیٰؑ کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہی دیئے گئے تھے۔ اور کہ ایسے معجزات بعض گذشتہ

مہاراجہ صاحب کشمیر اور ہندو

مسلمانان کشمیر نے جب ریاست کو اپنی حالت زار کی طرف توجہ دلائی اور بالکل ابتدائی انسانی حقوق کا مطالبہ کیا۔ تو ریاست کے نااہل اہلکاروں اور متعصب ہندوؤں نے مسلمانوں کو باغی قرار دینے اور ان پر یہ الزام لگانے میں سارا زور صرف کر دیا۔ کہ مسلمان مہاراجہ بہادر کو برطرف کر کے ریاست میں اسلامی حکومت قائم کرنا چاہتے ہیں۔ اگرچہ اس قسم کے تمام الزامات بالکل بے سروپا اور سراسر بے بنیاد تھے۔ تاہم ان سے جو مقصد ہندوؤں کے پیش نظر تھا۔ وہ بڑی حد تک پورا ہو گیا یعنی بے بس و بے کس مسلمانوں کو انتہائی تشدد و جبر کا نشانہ بنایا گیا۔ فوج اور پولیس نے ان پر بے پناہ مظالم توڑے اور ان ستم رسیدہ انسانوں کو اور زیادہ مسل کر رکھ دیا گیا باوجود اس کے نہ تو مسلمانوں نے بغاوت کو اپنے دل میں جگہ دی۔ اور نہ مہاراجہ بہادر کی ذات کے خلاف کوئی قدم اٹھایا۔ بلکہ جب بھی مہاراجہ بہادر نے مسلمانوں کی اشک شوئی کا وعدہ کیا۔ مسلمانوں نے ان کے متعلق جذبات وفاداری اور اخلاص کا اظہار کیا۔ اور ریاست کی ترقی میں ہر قسم کی امداد کا یقین دلایا۔ اس کے مقابلہ میں ریاستی ہندوؤں نے ریاست میں فرقہ وارانہ فساد پیدا کر کے ریاست کے خلاف قانون شکنی کا ارتکاب کر کے اور بیرون ریاست کے ہندوؤں نے مہاراجہ بہادر کے خلاف نفرت و حقارت کے جذبات پیدا کرنے اور ان کے خلاف شورش پھیلانے کے لئے نہایت ہی معیوب بلکہ شرمناک نکتہ چینی سے بھی دریغ نہ کیا۔ اور اب تو یہاں تک نوبت پہنچ چکی ہے۔ کہ مہاراجہ کے خلاف کھلم کھلا بغاوت کی تعلیم دی جا رہی ہے۔ چنانچہ اخبار ”شیر پنجاب“ لاہور (۳۱ دسمبر) ہندوؤں کو مخاطب کر کے لکھتا ہے:-

”مہاراجہ ہری سنگھ ہندوؤں کے لئے عبد اللہ سے بھی بڑھ کر خطرناک ہے۔ ہندوؤں کو اگر وہ کشمیر میں ہندوازم کے نشانات کا بالکل مٹ جانا گوارا نہیں کرتے۔ تو مہاراجہ ہری سنگھ کو گدی سے اتروانے کی آئینی جدوجہد شروع کر دینی چاہیئے۔ اگر مہاراجہ ہری سنگھ کی حکومت پچاس سال تک کشمیر میں رہی۔ تو موجودہ حالات کو مدنظر رکھ کر یہ پیشگوئی کی جا سکتی ہے۔ کہ کشمیر میں نہ کوئی ہندوؤں کا مقدس مقام و تیرتھ رہے گا۔ نہ کوئی ہندو“

مہاراجہ بہادر کے متعلق یہ ان ہندوؤں کے خیالات ہیں۔ جن کی خاطر مسلمانوں کو ان کے حقوق سے محروم کر رکھا ہے۔ اور جنہوں نے مسلمانوں کو اپنے مظالم کا نشانہ بنایا ہوا ہے۔ حکومت کشمیر اور خاص کر مہاراجہ بہادر کو ان مظلوم مسلمانوں کی وفاشعاری اور ظالم ہندوؤں کی غداری کا موازنہ کر کے اپنی سابقہ پالیسی میں نمایاں تغیر کرنا چاہیئے ورنہ کوئی عجب نہیں۔ اگر اعلےٰ اور ذمہ وارانہ عہدوں پر قابض ہندو ان کے لئے ناقابل حل مشکلات پیدا کر دیں۔

دجال اور یاجوج

دجال اور یاجوج کے متعلق اسلامی روایات میں جو استعارے استعمال کئے گئے ہیں۔ ان کو اصلیت پر محمول کر کے آج کل کے مسلمانوں میں ایسی بے سروپا باتیں مشہور ہیں۔ کہ جن کا ابد تک وقوع پذیر ہونا ناممکن ہے۔ اور جب ان استعارات کی حقیقت اور تاویل پیش کی جاتی ہے۔ تو ظاہر پرست علماء اور ان کے جاہل پیرو انکار کر دیتے ہیں۔ چونکہ دجال اور یاجوج کے متعلق وہ جو کچھ سمجھے بیٹھے ہیں۔ وہ نہ صرف عقل و سمجھ میں آسکنے والی باتیں ہیں۔ اور نہ ان کی کوئی غرض پیش کی جا سکتی ہے۔ اس لئے ان میں بھی ایسے لوگ پیدا ہو رہے ہیں۔ جو تاویل کی طرف مائل ہوتے جاتے ہیں۔ چنانچہ ۲۶ نومبر کے ”زمیندار“ نے ”درد ملّی“ کے عنوان سے جو نظم شائع کی ہے۔ اس کا ایک شعر یہ ہے:-

الٰہی! اُمتِ مُسلِم کا اب تو ہی نگہبان ہے
فرنگی لشکرِ دجال ہیں۔ یاجوج ہیں روسی

گاندھی جی کی موجودہ سرگرمیوں کا نتیجہ

گورو وایور وہ مقام ہے۔ جہاں کے مندر میں اچھوت اقوام کے داخلہ کی خاطر گاندھی جی نے فاقہ کشی کرنے کی دھمکی دی تھی مگر پھر خود ہی اس سے اس لئے دستبردار ہو گئے۔ کہ حکومت سے مندروں میں داخلہ کا قانون بنوانے کی کوشش کی جا رہی ہے اب تک نہ تو کوئی اس قسم کا قانون بنا۔ اور نہ بننے کی کوئی امید ہے۔ نہ ہی گورو وایور مندر کے دروازے اچھوتوں پر کھولے گئے ہیں اور نہ ہی گاندھی جی نے پھر فاقہ کشی کر کے مندر میں اچھوتوں کو داخل کرانے کی طرف توجہ کی ہے۔ حالانکہ ان دنوں آپ اچھوتوں کے لئے وقف ہو چکے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے۔ ان کی موجودہ سرگرمیاں صرف اچھوتوں کے نام سے روپیہ فراہم کرنے تک محدود ہیں۔ ورنہ وہ عملی طور پر اچھوتوں کے لئے کچھ بھی نہیں کر رہے۔ اور نہ کرنا چاہتے ہیں۔ البتہ راسخ الاعتقاد ہندوؤں اور اپنے ہم خیالوں میں جابجا تصادم پیدا کر رہے ہیں۔ چنانچہ ۱۲ جنوری کی خبر ہے۔ کہ گورو وایور میں ان کے پہنچنے پر فساد ہو گیا۔ چنانچہ ملاپ ۱۴ جنوری لکھتا ہے:-

”فریقین نے ایک دوسرے پر لاٹھیاں اور اینٹ پتھر آزادی سے استعمال کئے۔ جن سے بہت سے آدمی زخمی ہوئے۔ اور ۲ کو ہسپتال میں داخل کرنا پڑا“۔

یہ ہے گاندھی جی کی موجودہ سرگرمیوں کا تازہ پھل۔ کہ ہندو ہندوؤں سے الجھ رہے ہیں اور اچھوتوں کو کوئی پوچھتا ہی نہیں۔

ملفوظات حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

(۲ - جنوری ۱۹۳۴ء بعد نماز عصر)

تعلیم اسلام کی فضیلت

ایک صاحب نے عرض کیا۔ بعض معترض کہتے ہیں۔ کہ اسلام اپنے ماننے والوں سے اپنے گناہ گار ہونے کا اقرار کراتا ہے اور جب انسان ہر وقت اپنے گناہ گار ہونے کا اقرار کرتا رہے۔ اور گناہ کا خیال کرے تو وہ پاک نہیں ہو سکتا جس طرح ایک آدمی اگر اپنے متعلق خیال کرتا رہے۔ کہ میں بیمار ہوں تو وہ بیمار ہی رہتا ہے ؛

فرمایا۔ اسلام جہاں اپنے ماننے والوں سے گناہ کا اقرار کراتا ہے۔ وہاں یہ بھی کہتا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ ہر قسم کے گناہ بخش سکتا ہے اگر تم اس کے احکام پر عمل کرنے۔ اور اس کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کرو۔ تو وہ تمہارے گناہ معاف کرے۔ اور تمہاری کمزوریاں دور کرکے تمہیں پاک بنا سکتا ہے۔ دراصل اسلام نے مسلمانوں کو امتِ وسط بنایا ہے۔ اسلام کہتا ہے۔ ہر چیز سے فائدہ اٹھاؤ۔ مگر کسی چیز کی انتہا کی طرف نہ جاؤ۔ جب کوئی بات۔ انسانی اخلاق۔ انسانی عادات۔ اور انسانی فطرت میں دخل دے۔ اسے چھوڑ دو۔ ایسی حالت تک کسی بات کو پہونچا دینا جنون ہے۔ اس قسم کا جنون ڈاکٹروں کو بھی ہو جاتا ہے۔ بعض ڈاکٹر ایسے ہوتے ہیں۔ کہ ہاتھ دھونے لگیں۔ تو ہاتھ ہی دھوتے رہتے ہیں۔ کہ جراثیم نہ چمٹ جائیں۔ بعض کہتے ہیں۔ مونہہ میں زہر ہوتا ہے۔ کسی کو پیار نہ کرو۔ کسی کا مونہہ نہ چومو۔ اگر ساری دنیا اسی خیال کی بن جائے۔ تو کیا حالت پیدا ہو۔ پھر ہومیوپیتھک والے کہتے ہیں۔ ان کی تھیوریاں کامیاب علاج ہیں۔ ان کے مقابلہ میں دوسرے اپنے اپنے طریقِ علاج کی برتری کے دعویدار ہیں۔ اور وہ اپنے دعوے کو ثابت کرنے کے پیچھے پڑے رہیں گے۔ خواہ ان کا زیرِ علاج مریض مر ہی جائے۔ ان کے مقابلہ میں اسلامی طریق یہ ہے۔ کہ بیمار کے لئے جو علاج بھی مفید ہو سکے اسے اختیار کیا جائے۔ کیونکہ علاج سے غرض یہ ہے۔ کہ مریض صحت پائے ہو۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ ہر قسم کا علاج کرتے تھے۔ ڈاکٹر کو بھی دکھا دیتے۔ اگر کوئی وید آ جاتا۔ تو اسے بھی دکھا دیتے ؛

کیا روح تباہ ہو جاتی ہے

سوال :- معترض کہتے ہیں۔ کہ روح مادہ میں ہوتی ہے۔ اور جب مادہ یعنی جسم تباہ ہو گیا۔ تو روح بھی منتشر ہو گئی۔ پھر وہ باقی نہیں رہ سکتی ؛

فرمایا :- اگر کسی چیز کا جوہر نکال لیا جائے۔ اور فضلہ پھینک دیا جائے۔ تو کیا اصل جوہر بھی ضائع ہو جاتا ہے۔ دیکھو گڑ کا سرکہ یا شراب سے بظاہر کیا تعلق ہے۔ مگر جب خاص ترکیب سے اس کا جوہر الگ کرکے فضلہ پھینک دیتے ہیں۔ تو جوہر ضائع نہیں ہو جاتا۔ بلکہ اسے بوتلوں میں ڈال لیتے ہیں۔ اسی طرح روح اس مادی جسم سے علیحدہ ہونے پر ضائع نہیں ہو جاتی۔ بلکہ اسے لطیف جسم مل جاتا ہے۔

روحیں بلائی نہیں جا سکتیں

سوال۔ کیا مردوں کی روحیں زندوں کے پاس آ سکتی ہیں۔ اور باتیں کر سکتی ہیں ؛

فرمایا۔ ہاں روحیں آ سکتی۔ اور باتیں بھی کر سکتی ہیں۔ مگر خدا تعالےٰ کے حکم کے ماتحت۔ خود بخود نہیں آ سکتیں۔ اور نہ زندہ انسان انہیں بلا سکتے ہیں۔ جب تک دنیا کے لوگوں سے خدا تعالےٰ ان کا واسطہ نہ پیدا کرے۔ روحیں نہیں آ سکتیں۔ اور نہ کلام کر سکتی ہیں۔ وہ لوگ جو روحیں بلانے کا دعوےٰ کرتے ہیں۔ ان کا دعوےٰ نہایت ہی مضحکہ خیز ہے۔ ولایت میں اس قسم کے لوگ میرے پاس آئے۔ تو میں نے انہیں کہا۔ کیا آپ اس طرح کر سکتے ہیں۔ کہ کچھ آدمی علیحدہ علیحدہ بٹھا دیں۔ اور پھر ان سب پر ایک ہی روح کو بلائیں۔ اگر سب کے سب یہ کہیں کہ ان پر روح آ گئی ہے۔ تو یہ غلط ہو گا۔ کیونکہ ایک روح ایک وقت میں ایک ہی جگہ مصروف ہو سکتی ہے نہ کہ مختلف جگہوں میں۔ اور اگر کہو۔ کہ روحیں مرنے کے بعد اتنی طاقت حاصل کر لیتی ہیں۔ کہ ایک ہی روح ایک ہی وقت میں مختلف جگہوں میں جا سکتی ہے۔ تو اس کا تجربہ اس طرح ہو سکتا ہے۔ کہ ایک ہی روح کو مختلف آدمیوں پر بلا کر اس سے ایک ہی قسم کے سوالات کئے جائیں۔ اگر ان کے سب ایک ہی جواب دیں۔ تو ہم مان لیں گے۔ کہ روحیں آ سکتی۔ اور بلائی جا سکتی ہیں۔ مگر اس بات کو کسی نے تسلیم نہ کیا ؛

۶ - جنوری ۱۹۳۴ء بعد نماز عصر

دنیا کا اختلاف

(نوشتہ مولوی عبد الرحمٰن صاحب انور بوتالوی)

دو اہلِ علم سکھ صاحبان جن کے نام گوربخش سنگھ صاحب اور جوالا سنگھ صاحب تھے۔ اور وڈالے ضلع امرتسر کے رہنے والے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی زیارت کے لئے مسجد مبارک میں آئے۔ اور ایک رقعہ پیش کیا۔ اس پر حضور نے فرمایا :-

پہلی بات یہ پوچھی گئی ہے۔ کہ جب خدا تعالےٰ ایک ہے۔ تو دنیا میں اختلاف کیوں ہے۔ اس کا ایک جواب تو یہ ہے۔ کہ دنیا میں ایسا اختلاف جو نقصان رساں ہے خدا نے پیدا نہیں کیا۔ بلکہ انسانوں نے خود پیدا کر لیا ہے۔ خدا نے تو یہی تعلیم دی ہے۔ کہ آپس میں محبت اور پیار سے رہو۔ اور ہم اسکی تعلیم پر چلتے ہیں۔ ہر انسان سے ہمدردی رکھتے۔ اور اس کی خیر خواہی کی کوشش کرتے ہیں ؛

دوسرا جواب یہ ہے۔ کہ اختلاف بھی دو قسم کا ہوتا ہے۔ ایک تو وہ اختلاف ہے۔ جو زینت کا موجب ہے۔ اور دوسرا وہ جو نقصان اور فتنے کا موجب ہے۔ مثلاً طبائع کا اختلاف ہے۔ کسی کی طبیعت باورچی بننا پسند کرتی ہے۔ اور کسی کی کوئی اور کام کرنے کو۔ لیکن اگر سب ہی باورچی بن جائیں۔ تو کھانے والا کون ہو۔ اسی طرح کسی کی طبیعت ڈاکٹری کی طرف راغب ہے۔ کوئی دستکاری کو پسند کرتا ہے۔ کوئی زمینداری کو پسند کرتا ہے۔ یہ تو وہ اختلاف ہے۔ جس سے دنیا کی زینت اور رونق ہے۔ اور ایسا اختلاف رحمت کا موجب ہے ؛

پھر یہ بھی اختلاف ہے۔ مثلاً خدا تعالےٰ نے مختلف اقسام کے پھول پیدا کئے ہیں۔ ان میں اختلاف ہے۔ کوئی سفید ہے۔ کوئی زرد کوئی سرخ ہے۔ کوئی نیلا۔ علاوہ اس کے کہ یہ اختلاف زیب و زینت کا باعث ہے۔ اس سے ان کی پہچان بھی ہوتی ہے۔ جیسے گل بنفشہ اور گل گاؤزبان میں اختلاف ہے۔ اگر سب کی شکلیں ایک جیسی ہوتیں۔ تو اس بات کی پہچان کس طرح ہوتی۔ کہ یہ گل بنفشہ ہے جس کی مجھے ضرورت ہے اور وہ گل گاؤزبان ہے۔ جس کی مجھے ضرورت نہیں۔ ایسا اختلاف خود خدا تعالےٰ نے رکھا ہے۔ اور دنیا کو اس کی ضرورت ہے۔ لیکن ایک اختلاف یہ ہے۔ کہ مثلاً ایک ڈاکٹر ہے۔ اور ایک وکیل۔ اب اگر وکیل کہے کہ فلاں ڈاکٹر کیوں بن گیا۔ میں اس کا سر پھوڑ دونگا۔ اور ڈاکٹر کہے۔ کہ فلاں وکیل کیوں بن گیا۔ میں اس کا سر توڑ دوں گا۔ تو ایسا اختلاف فتنوں کا موجب ہوتا ہے۔ اس سے اسلام روکتا اور منع کرتا ہے۔

خدا کا مقام کہاں ہے

دوسرا سوال یہ ہے۔ کہ خدا کا مقام کہاں ہے۔ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کا تعلق ہم سے خالق ہونے کا ہے۔ اس لحاظ سے اسکی ذات مادی بنیادوں سے مبرا ہے۔ انسان مخلوق ہے۔ اور محدود ہے۔ اور محدود دیر غیر محدود کا خیال کرنا محال ہے۔ جب ہم ہوا بجلی وغیرہ کو مادیات کی طرح قیاس نہیں کر سکتے۔ مثلاً بجلی کے متعلق کہنا۔ کہ کتنی لمبی اور کتنی چوڑی ہے۔ یا ایتھر کے متعلق کہنا۔ یا حافظہ عقل وغیرہ کے متعلق کہنا درست نہیں ہو سکتا۔ تو پھر خدا تعالےٰ کے متعلق اس قسم کی باتیں کرنا کیونکر درست ہو سکتا ہے۔ چونکہ ایسی باتوں میں پڑنے سے دھوکا لگنے کا احتمال ہے۔ اس لئے ہمیں یہ دیکھنا چاہیئے۔ کہ خدا ہے۔ یا نہیں۔ اگر وہ اپنے کاموں اور کرشموں سے نظر آتا ہے۔ تو اسے ماننا چاہیئے۔

دوسرا جواب صوفیانہ ہے۔ اور وہ یہ کہ اللہ تعالےٰ کا مقام انسان کا دل ہے اگر انسان اپنے دل کو صاف کرے۔ تو اس میں خدا آ جاتا ہے۔ میرا ہی ایک شعر ہے۔

بلاتے ہیں مجھے وہ پر جو میں اٹھوں تو کہتے ہیں
کدھر جاتا ہے او غافل میں بیٹھا ہوں ترے دل میں

یعنی خدا کی محبت میں بے چین ہو کر میں اسے تلاش کرتا ہوں۔ تو وہ مجھے آواز دیتا ہے۔ کہ میں تو تیرے دل میں ہوں۔ تو مجھے کہاں ڈھونڈتا ہے۔ پس خدا تعالےٰ کا مقام انسان کا دل ہے۔ یہی مطلب ہے اس کا کہ من عرف نفسہ فقد عرف ربہ۔ کہ جس نے اپنے نفس کو پہچانا۔ اس نے خدا کو پہچان لیا۔ ٭

٭ حضور نے اتنا ہی فرمایا تھا۔ کہ ان میں سے ایک نے جو زیادہ عالم اور صوفیاء کے کلام کے واقف معلوم ہوتے تھے۔ کہا۔ بس کافی ہے۔ یہی اصل طریق ہے خدا کو پانے کا۔ آپ کی بڑی مہربانی۔ میرا دل خوش ہو گیا ہے۔ آپ کے متعلق جیسا سنا تھا۔ ویسا ہی دیکھا ہے۔ اس کے بعد وہ کچھ دیر [illegible]

اجراءِ نبوّت ازروئے حقیقتِ نبوّت

مولوی غلام احمد صاحب مجاہد کی وہ تقریر جو آپ نے ۲۰ر دسمبر جلسہ سالانہ کے موقعہ پر کی (ایڈیٹر)

موضوع کی تشریح

میری تقریر کا عنوان موضوع " اجراء نبوت ازروئے حقیقت نبوت" ہے۔ جس کا یہ مطلب ہے۔ کہ میں اس وقت آپ کی خدمت میں اس امر پر روشنی ڈالوں۔ کہ نبوت اپنی حقیقت اور اپنی ذات کے لحاظ سے اس امر کی مقتضی ہے۔ کہ وہ منقطع ہو جائے۔ یا اس امر کی مقتضی ہے۔ کہ ہمیشہ جاری رہے۔ اور کبھی منقطع نہ ہو۔

نبوت کی تشریح

مگر قبل اس کے کہ میں اس عنوان اور اس مطلب کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کروں۔ یہ عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ نبوت سے جبکہ اس کے اجرار پر بحث کی جائے۔ میری یا کسی احمدی کی مراد تشریعی یا غیر تشریعی مستقل نبوت نہیں ہوتی۔ بلکہ غیر تشریعی وظلی نبوت مراد ہوتی ہے۔ یہ ظاہر کر دینے کی ضرورت اس لئے پیش آتی ہے۔ کہ نبوت کا لفظ گوش گذار ہوتے ہی عام طور پر حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم یا آپ سے پہلے انبیاء علیہم السلام کی نبوتوں کا مفہوم پیش نظر ہو جاتا ہے۔ یعنی نبوت سے یا تو وہ نبوت خیال کیجاتی ہے۔ جو تشریعی ہو۔ جیسی کہ آنحضرت سرور کائنات محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور حضرت موسےٰ علیہ السلام کی نبوت تھی۔ یا وہ نبوت سمجھی جاتی ہے۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پہلے گذرے ہوئے غیر تشریعی مستقل انبیاء کی نبوت تھی۔ اور پھر خیال کر لیا جاتا ہے۔ کہ احمدی معاذ اللہ ختم نبوت کے قائل نہیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو نعوذ باللہ خاتم النبیینؐ نہیں مانتے ؛

ہماری مراد اس نبوت سے ہے۔ جو اپنی حقیقت کے لحاظ سے تو نبوت ہے۔ مگر حصول کے لحاظ سے ظلی اور احکام کے لحاظ سے غیر تشریعی ہے۔ جس کا اجراء ازروئے آیات قرآنیہ واحادیث نبویہ اس امت محمدیہ میں ثابت ہے۔ اور جس کے جاری ہونے سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خاتم النبیینؐ ہونے کا انکار لازم نہیں آتا۔ بلکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا خاتم النبییںؐ ہونا ہی ایسی نبوت غیر تشریعیہ ظلیہ کے جاری ہونے کا متقاضی ہے ؛

موضوع کی ضرورت

موضوع کی تشریح کے بعد اب میں یہ بتانا چاہتا ہوں۔ کہ عنوان موضوع میں "حقیقت نبوت" کی شرط کیوں لگا دی گئی ہے یعنے محض اجرار نبوت مطلق طور پر بیان کرنے کا موضوع کیوں قرار نہیں دیا گیا۔ تو اس کا سبب میرے نزدیک یہ ہے۔ کہ جو لوگ ہر قسم کی نبوت کو بند سمجھتے ہیں۔ اور کسی شرط وقید کے ساتھ بھی نبوت کو جاری نہیں مانتے۔ وہ خواہ موجودہ زمانہ کے لوگ ہیں۔ یا پہلی صدیوں کے وہ سب اسی وجہ سے ہر قسم کی نبوت کو بند سمجھتے ہیں کہ "نبوت کی اصل حقیقت" نظر انداز کر کے ایک خیالی حقیقت پیش نظر رکھ لیتے ہیں۔ اگر غور کیا جائے۔ تو معلوم ہوگا۔ کہ منکرین نبوت عام طور پر تین قسم کے لوگ ہیں۔

منکرین نبوت کی پہلی قسم

پہلی قسم ان لوگوں کی ہے۔ جو نبوت کی حقیقت یہ سمجھے ہوئے ہیں۔ کہ پہلے نبی کی تعلیم میں کوئی نئی بات بیان کرنے یا پہلی تعلیم کے بالکل بیکار ہو جانے کی حالت میں اس کو نئے رنگ میں دنیا کے سامنے لانے کا نام "حقیقت نبوت" ہے۔ چنانچہ یہی وجہ ہے۔ کہ اس قسم کے لوگ بالعموم نبوت سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیش کئے جانے پر آیت الیوم اکملت لکم دینکم پیش کر کے کہا کرتے ہیں۔ کہ جب دین کامل ہو چکا۔ تو اس کے بعد کسی اور نبوت کی کیا ضرورت ہے؟ ایسے لوگوں کے سامنے خواہ مفاسد زمانہ وضروریات کے لحاظ سے احتیاج نبوت پر کتنا ہی زور دیا جائے۔ اور کیسے ہی دلائل قائم کئے جائیں۔ وہ یہی کہتے رہیں گے۔ کہ جب نبوت کی حقیقت ہی یہ ہے۔ کہ پہلی تعلیم کی کوئی خامی دور کی جائے۔ یا پہلی شریعت میں تبدیلی کر کے اسے نئے رنگ میں پیش کیا جائے۔ اور جب قرآن شریف جیسی محفوظ وکمل کتاب کی موجودگی میں ان دونوں باتوں کی ضرورت نہیں۔ تو نبوت کی ضرورت کیا ہو سکتی ہے ؛

منکرین نبوت کی دوسری قسم

دوسری قسم کے لوگ وہ ہیں۔ جو گدی نشینوں اور موجودہ زمانہ کے صوفیوں اور درویش لوگوں کے قبضے میں ہیں جن میں ان گدی نشینوں کے سابقہ یا تازہ واقعات بطور کرامت مشہور ہیں۔ یہ لوگ اپنے صوفیوں اور پیروں کے تقدس پر گرویدہ ہیں۔ وہ یہ تو مانتے ہیں۔ کہ نبوت کی غرض وغائت مفاسد زمانہ کی اصلاح ہوتی ہے۔ اور نبوت کی حقیقت بھی وہ یہی سمجھتے ہیں۔ کہ دنیا کو خدا تعالےٰ کی طرف متوجہ کیا جائے۔ لیکن پھر بھی وہ یہ کہتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو خدا تعالےٰ نے خاتم النبیینؐ کا خطاب عطا کر کے تمام نبوتوں کا خاتمہ کر دیا ہے اب اگرچہ امت محمدیہ کا بگڑنا ممکن ہے۔ بلکہ بگڑی ہوئی ہے۔ مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنی امت کے علماء کو کانبیاء بنی اسرائیل کا خطاب دیکر اس کی اصلاح کا کام تفویض کیا ہے۔ اور مسلمانوں کے عقائد واعمال واخلاق کی اصلاح ان بزرگوں کے دم قدم سے وابستہ کر دی ہے۔ لہٰذا نبی کی ضرورت نہ رہی۔ ایسے لوگوں کے سامنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی قوت قدسیہ اور افاضہ روحانیہ کو پیش کرنا یا امت محمدیہ کے مناقب وفضائل کی رو سے ضرورت نبوت یا امکان و وجود رسالت کو پیش کرنا غیر مفید ہے۔

منکرین نبوت کی تیسری قسم

تیسری اور زیادہ ترقی یافتہ قسم ان لوگوں کی ہے جو علوم جدیدہ کی روشنی میں نشوونما پا رہے ہیں۔ جن کے نزدیک حقیقت نبوت نام ہے۔ ایک بڑے فلاسفر کے ایسے چند اصول کا جو علم النفس اور تہذیب الاخلاق سے تعلق رکھتے ہوں۔ ایسے لوگ کہتے ہیں۔ کہ پہلے زمانوں میں علم نے اتنی ترقی نہیں کی تھی۔ جتنی اب ہے۔ ان زمانوں میں جہالت کا دور دورہ تھا۔ آج کل کے علوم نہ تھے۔ جن سے کوئی قوم اپنے لئے اعلیٰ اخلاق واعمال کا لائحہ عمل تجویز کر سکتی اس لئے ان وحشیوں اور جاہلوں کی زندگیوں کو استوار بنانے اور اچھے اعمال واخلاق کی تعلیم وتلقین کرنے کی ضرورت تھی۔ لہٰذا خدا تعالےٰ وقتاً فوقتاً انبیاء ومرسلین مبعوث فرماتا رہا۔ مگر اس زمانے میں تمدن وتہذیب ترقی پر ہے۔ اور علم النفس اور علم الاخلاق کے متعلق عجیب وغریب انکشافات ہوئے اور ہو رہے ہیں۔ اور علوم جدیدہ کی ترقیوں کی وجہ سے دنیا ایک ایسی سٹیج پر آگئی ہے۔ کہ اب اسے اخلاق فاضلہ اور اعمال صالحہ واعتقادیات سکھانے کے لئے کسی نبی کی ضرورت نہیں۔ بلکہ دنیا اب بڑے بڑے فلاسفروں کے زرین اقوال وعلوم جدیدہ کی مدد سے اپنے لئے اعلےٰ زندگی کا لائحہ عمل خود ہی تیار کر سکتی ہے۔ پس جب ان لوگوں کے نزدیک "حقیقت نبوت" وحشی لوگوں میں اصول تمدن کی ترویج اور اخلاقیات کی تعلیم کے سوا کچھ نہیں ہے۔ تو ان کے سامنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے کمالات قدسیہ اور افاضۂ روحانیہ کی رُو سے اجراء نبوت پر زور دینا جہاں تک مفید ہو سکتا ہے۔ وہ ظاہر ہے ؛

اجرار نبوت سے انکار کی وجہ

الغرض آج کل جو لوگ نبوت کی غرض نہیں سمجھتے۔ اور کسی نبی کے آنے کا امکان بھی نہیں مانتے۔ وہ محض اسی وجہ سے ہے۔ کہ وہ لوگ حقیقت نبوت سے یا تو محض لاعلم ہوتے ہیں۔ یا حقیقت نبوت انہوں نے ایسی قرار دی ہوتی ہے۔ جو صحیح نہیں ہوتی۔ اگر وہ حقیقت نبوت کو جان لیں۔ اور ان پر نبوت کی اصل حقیقت منکشف ہو جائے۔ تو انہیں کبھی بھی انکار کی جرأت نہ ہو۔ بلکہ وہ بے اختیار بول اٹھیں۔ کہ واقعی نبوت اپنی حقیقت کی رو سے جاری رہنے کی مقتضی ہے۔

نبوت کی حقیقت

اب میں آپ حضرات کے سامنے "نبوت کی حقیقت" بیان کرتا ہوں۔ تا اس کے لحاظ سے پھر اجرار نبوت کے دلائل قائم کئے جائیں۔ سو جاننا چاہیئے۔ کہ نبوت کی حقیقت مختصر الفاظ میں یہ ہے

کہ قرب الٰہی کا وہ مقام جس پر فائز ہو کر ایک انسان خدا تعالےٰ کی صفات کا مظہر ہو جائے۔ چنانچہ قرآن سے ثابت ہے۔ کہ حضرت آدم علیہ السلام کو اپنی صفات کا علم دے کر اللہ تعالےٰ نے فرشتوں کو بتایا۔ کہ میری صفات کا بہترین جلوہ گاہ انسان ہی ہو سکتا ہے۔ نہ کہ تم۔ اب خواہ یہ سمجھ لیا جائے۔ کہ حضرت آدمؑ پہلے انسان تھے۔ اور خواہ یہ مانا جائے۔ کہ اس وقت اگرچہ اور مخلوق بھی تھی۔ اور ان میں سے حضرت آدم علیہ السلام منتخب کئے گئے۔ بہر حال یہ ماننا پڑتا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کی صفات کا جلوہ گاہ اور ذریعہ ظہور انسان ہے۔ دوسری جگہ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کی غرض و غائت کا ذکر فرماتے ہوئے یسبح للہ مافی السمٰوات ومافی الارض الملک القدوس العزیز الحکیم میں اپنی چار صفات پیش کر کے "حقیقت نبوت" واضح کی ہے۔ اور بتایا ہے۔ کہ نبوت کی حقیقت یہی ہے۔ کہ انسان خدا تعالےٰ کا اتنا قرب حاصل کرے۔ کہ اس کی صفات کا مظہر ہو جائے۔

حضرت مسیح موعودؑ کی تشریح

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حقیقۃ الوحی ص۱۴۰ پر باب سوم کا یہ عنوان باندھا ہے۔ کہ "ان لوگوں کے بیان میں جو خدا تعالےٰ سے اکمل اور اصفےٰ طور پر وحی پاتے ہیں۔ اور کامل طور پر شرف مکالمہ و مخاطبہ ان کو حاصل ہے۔" اور پھر اس کے ذیل میں یوں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ "خدا تعالےٰ کے کامل تعلق پیدا کرنے والے اس شخص سے مشابہت رکھتے ہیں۔ جو اول دور سے آگ کی روشنی دیکھے اور پھر اس سے نزدیک ہو جائے۔ یہاں تک کہ اس آگ میں اپنے تئیں داخل کر دے۔ اور تمام جسم جل جائے۔ اور صرف آگ ہی باقی رہ جائے۔ اسی طرح کامل تعلق والا دن بدن خدا تعالےٰ کے نزدیک ہوتا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ محبت الٰہی کی آگ میں تمام وجود اس کا پڑ جاتا ہے اور شعلہ نور سے قالب نفسانی جل کر خاک ہو جاتا ہے۔ اور اس کی جگہ آگ لے لیتی ہے۔ یہ انتہا اس مبارک محبت کا ہے۔ جو خدا سے ہوتی ہے۔ یہ امر کہ خدا تعالےٰ سے کسی کا کامل تعلق ہے۔ اس کی بڑی علامت یہ ہے۔ کہ صفات الٰہیہ اس میں پیدا ہو جاتی ہیں۔ اور بشریت کے رذائل شعلہ نور سے جل کر ایک نئی ہستی پیدا ہوتی ہے۔ اور ایک نئی زندگی نمودار ہوتی ہے۔ جو پہلی زندگی سے بالکل مغائر ہوتی ہے۔ اور جیسا کہ لوہا جب آگ میں ڈالا جائے۔ اور آگ اس کے تمام رگ و ریشہ میں پورا غلبہ کرے تو وہ لوہا بالکل آگ کی شکل پیدا کر لیتا ہے۔ مگر نہیں کہہ سکتے۔ کہ آگ ہے۔ گو خواص آگ کے ظاہر کرتا ہے۔ اسی طرح جس کو شعلہ محبت الٰہی سر سے پیر تک اپنے اندر لیتا ہے۔ وہ بھی مظہر تجلیات الٰہیہ ہو جاتا ہے۔" حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۴۲ و ۱۵۰ اور پھر اسی ضمن میں ص۲۵ پر فرماتے ہیں "پس روحانی طور پر انسان کے لئے اس سے بڑھ کر کوئی کمال نہیں۔ کہ وہ اس قدر صفائی حاصل کرے۔ کہ خدا تعالےٰ کی تصویر اس میں کھینچی جائے۔" اسی کی طرف اشارہ ہے۔ جو اللہ تعالےٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ انی جاعل فی الارض خلیفۃ یعنے میں زمین پر اپنا خلیفہ بنانے والا ہوں۔"

قرآن کریم کے مذکورہ بالا دونوں مقامات اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے محولہ بالا ارشاد کے علاوہ اگر ہم ان مختلف نبیوں کے حالات زندگی کا مطالعہ کریں۔ جن کا ذکر نام بنام خدا تعالےٰ نے قرآن شریف میں بیان فرمایا ہے۔ تو یہی ثابت ہوتا ہے۔ کہ قرب الٰہی کے اس مقام اور مرتبہ پر فائز ہونا اور انسان کا خدا تعالےٰ کی صفات کا مظہر بن جانا ہی حقیقت نبوت ہے۔ کیونکہ ہمیں ان نبیوں کے حالات زندگی میں خدا تعالےٰ کی صفات۔ خلق۔ احیاء۔ علم۔ غیب۔ قدرت شفا۔ قدوسیت۔ مالکیت وغیرہ کا بین اور واضح ثبوت ملتا ہے

دیگر مذاہب اور حقیقت نبوت

قرآن کریم کے ان بیانات پر ہی موقوف نہیں۔ بلکہ جسقدر ایسے مذاہب اس وقت دنیا میں پائے جاتے ہیں۔ جو کسی نہ کسی تعلیم کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرتے ہیں۔ کسی نہ کسی بزرگ کو مانتے ہیں خواہ اسے اوتار کہیں یا رشی منی۔ یا نبی و رسول کے نام سے یاد کریں۔ ان بزرگوں کے ایسے کارنامے ان ماننے والوں میں مشہور ہیں۔ جن سے ان بزرگوں کے ذریعہ خدا تعالےٰ کی صفات کے ظہور کا پتہ چلتا ہے۔ اگر بنظر غور دیکھا جائے۔ تو مذہبی لوگوں میں جو شرک یا انبیاء کی شان میں غلو و افراط کا پہلو نظر آتا ہے۔ اس کے اندر بھی یہی امر کارفرما ہے۔ کہ ان لوگوں نے اپنے بزرگوں سے ان صفات کا ظہور دیکھا۔ اور غلطی سے وہ ان کی طرف منسوب کر دیں۔

اجرائے نبوت کے دلائل

اب میں اس حقیقت کی رو سے اجراء نبوت کے دلائل پیش کرتا ہوں۔ چونکہ نبوت کی حقیقت میں تین چیزوں کا ذکر ہے (۱) انسان (۲) مقام قرب (۳) خدا تعالےٰ کا وجود لہذا ان تینوں کی بناء پر دلائل عرض کرتا ہوں۔

دلیل اول

پہلی دلیل جو اجرائے نبوت کو ثابت کرتی ہے۔ خود خدا تعالیٰ کا وجود ہے۔ یعنے جب ہم خدا تعالےٰ کی ذات اور اس کی صفات پر غور کریں۔ تو ماننا پڑتا ہے۔ کہ نبوت ضرور جاری رہنی چاہیئے۔ کیونکہ جب خدا تعالیٰ کی ذات و صفات ویسی کی ویسی ہیں۔ ان میں تغیر نہ ہوا۔ اور نہ ہونا ممکن ہے۔ نہ خود ان صفات میں تغیر ممکن ہے۔ اور نہ ان کے تقاضے میں فرق آیا ہے۔ تو لازماً ماننا پڑتا ہے۔ کہ ان صفات کے ظہور کے لئے اب بھی نبوت جاری ہونی چاہیئے۔ اور جس طرح پہلے زمانوں میں خدا تعالیٰ اپنی ان صفات کے ظہور کے لئے نبی بھیجا کرتا تھا۔ اب بھی اسے بھیجنے چاہئیں اسی وجہ سے ایسے لوگوں کے حق میں جو کہ خدا تعالےٰ کی صفات کا خیال نہیں رکھتے۔ اور خواہ مخواہ ختم نبوت کا عقیدہ بنا لیتے ہیں فرمایا ہے۔ وما قدروا اللہ حق قدرہ اذ قالوا ما انزل اللہ علی بشر من شیء قل من انزل الکتاب الذی جاء بہ موسیٰ یعنے ان لوگوں نے جو کہتے ہیں۔ کہ خدا تعالےٰ کسی انسان پر کیا کلام نازل کرے گا۔ اور اسے کیسے اپنے قرب سے شرف بخشے گا۔ گویا خدا تعالےٰ کی صفات کا جیسا کہ چاہیئے صحیح اندازہ ہی نہیں کیا۔ اگر وہ لوگ خدا تعالےٰ کی صفات کا صحیح اندازہ کرتے۔ تو کبھی یہ عقیدہ نہ بناتے۔ پس وہ لوگ جو خدا تعالےٰ کی ہستی کے قائل ہیں۔ اور وہ لوگ جو پہلے زمانوں میں بھی نبوت کا وجود تسلیم کرتے آئے ہیں۔ ان کے لئے خدا تعالےٰ کی ذات و صفات کے لحاظ سے آئندہ بھی اس کا ماننا ضروری ہے۔ ورنہ خدا تعالےٰ کی صفات میں تغیر و تبدل و تعطل کا قائل ہونا پڑے گا۔

علامہ سعد تفتازانی کا عقیدہ

خدا تعالےٰ کی صفات پر بحث کرتے ہوئے علامہ سعد تفتازانی اپنی کتاب شرح عقائد نسفی ص۹ تقطیع کلاں میں زیر عبارت "وفی ارسال الرسل حکمۃ" لکھتے ہیں۔

"وفی ھٰذا اشارۃ الی ان الارسال واجب لا بمعنی الوجوب علی اللہ تعالےٰ بل بمعنی ان قضیۃ الحکمۃ تقتضیہ لما فیہ من الحکم والمصالح ولیس بممتنع کما زعمت السمنیۃ والبراھمۃ ولا بممکن یستوی طرفاہ کما ذھب الیہ بعض المتکلمین"

یعنے ماتن کے قول "وفی ارسال الرسل حکمۃ" میں اس امر کا اشارہ ہے۔ کہ رسولوں کا مقرر کرنا خدا تعالےٰ کے لئے واجب ہے نہ اس لحاظ سے کہ کسی اور ہستی نے خدا تعالےٰ پر یہ کام کرنا واجب قرار دیا ہے۔ بلکہ اس لحاظ سے کہ خدا تعالےٰ کی حکمت بلحاظ اپنی صفات کے یہ امر ضروری اور واجب قرار دیتی ہے۔ کیونکہ اس میں بہت سی مصلحتیں اور بہت سی حکمتیں مخفی ہیں۔ اور یہ ارسال رسل یعنے نبیوں اور رسولوں کا مبعوث کرنا ختم نہیں ہوا۔ جیسے کہ بعض لوگ خیال کرتے ہیں۔

دوسری دلیل

خدا تعالےٰ نے اسی مضمون کو ایک اور پیرایہ میں زیادہ تفصیل سے یوں بیان فرمایا کہ رفیع الدرجات ذو العرش یلقی الروح من امرہ علی من یشاء من عبادہ لینذر یوم التلاق (مومن ۲) یعنے خدا تعالےٰ بہت درجوں والا اور بڑے بڑے درجوں والا ہے۔ وہ عرش والا ہے۔ اس کی یہ دونوں صفات تقاضا کرتی ہیں۔ کہ وہ اپنے بندوں میں سے جس پر بھی چاہے اپنی روح نازل کرتا رہے۔ تا وہ بندے دوسرے انسانوں کو خدا تعالےٰ کی ملاقات کے دن سے ڈرایا کریں۔ خدا تعالےٰ نے اس آیہ شریفہ میں اپنی ایسی دو صفات بیان فرمائی ہیں۔ جن میں باقی صفات بھی آجاتی ہیں رفیع الدرجات میں ان تمام صفات کا ذکر آگیا جو مدارج قرب و مراتب علیا کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں۔ اور درجات کے لفظ کو جمع کے صیغے میں بیان کر کے ان کی کثرت کا اظہار کیا۔ پھر رفیع کا لفظ بیان کر کے ان

باتیں ظاہر فرمائی ہیں۔ (۱) رفیع یعنے رافع ہو۔ تو اس کے معنی یہ ہوئے۔ کہ خدا تعالےٰ اپنے بندوں کے درجات کو بلند کرنے والا اور مراتب روحانیہ میں ترقی دینے والا ہے۔ اور اگر رفیع صفت مشبہ کے طور پر یہ معنے لئے ہوئے ہے۔ کہ وہ خدا خود اپنی ذات میں بڑے شان اور درجہ والا ہے۔ تو بھی اس میں اس امر کا بیان مقصود ہے۔ کہ اے میرے بندو تم جسقدر بھی درجات حاصل کرنے کی سعی و کوشش کرو گے تمہیں درجات ملتے رہیں گے۔ دوسری صفت ذوالعرش بیان فرمائی ہے۔ عرش اس تعلق کا نام ہے جو خدا تعالےٰ کا اپنی مخلوق کے ساتھ ہے اور جس تعلق کے اظہار کے لئے خدا تعالےٰ نے قرآن کریم میں آسمان و زمین و مافیہا کی پیدائش کا ذکر کر کے پھر بار بار استویٰ علی العرش کے الفاظ بیان فرماتے ہیں یعنے پھر خدا تعالےٰ نے اپنی صفات ظاہر کرنے کی طرف توجہ فرمائی۔ اور وہ تعلق قائم کرنا چاہا۔ جس کی خاطر نسل انسانی کی پیدائش وقوع میں آئی ہے۔ ان دونوں صفات کا ذکر کر کے درجات کے حصول اور اس مقام قرب پر فائز ہونے کے انتظام کو یوں ظاہر فرمایا۔ یلقی الروح من امرہ علیٰ من یشاء من عبادہ لینذر یوم التلاق (مومن ۲) کہ اسکی یہ دونوں صفات رفیع الدرجات اور ذوالعرش اس امر کی مقتضی ہیں کہ وہ اپنا کلام نازل کرتا رہے اور اپنے بندوں میں سے بعض کو بشیر و نذیر بنا کر بھیجے۔ تا دوسرے بندے بھی خدا تعالےٰ کا قرب حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ اور اپنے آپ کو عذاب الٰہی سے بچائیں اب سوچنا چاہیئے۔ کہ خدا تعالےٰ کی یہ دونوں صفات بھی ویسی ہی ہیں۔ جیسی کہ آج سے ۱۳۰۰ سال قبل یا جیسی کہ ابتدائے نسل انسانی کے وقت تھیں۔ یا ان میں کوئی تغیر پیدا ہو گیا۔ اور ان کے اقتضاء میں فرق آ گیا ہے۔ اگر مذکورہ صفات ویسی ہی ہیں۔ اور ان میں کوئی فرق نہیں آیا ہے۔ تو ماننا پڑتا ہے۔ کہ جس طرح پہلے زمانوں میں خدا تعالےٰ کی یہ دونوں صفات نبوت کی مقتضی تھیں۔ ویسی ہی اب بھی مقتضی ہیں۔ یہ آیت حضرت آدم سے لیکر قیامت تک وحی و کلام الٰہی کا استمرار ظاہر کرتی ہے۔ ویسا ہی استمرار جیسا کہ حضرت آدمؑ سے لیکر حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک مانا جاتا ہے۔

نواب صدیق حسن خان کی صراحت

چنانچہ پہلے علماء میں سے طیبی اور زمانہ حال کے اہل علم میں سے مولوی صدیق حسن خان صاحب نے تصریح کی ہے۔ اور حجج الکرامہ صد ۱۳۲۱ میں یوں لکھا ہے۔

"گویم طیبی در حاشیہ کشاف زیر قولہ تعالیٰ یلقی الروح من امرہ علیٰ من یشاء من عبادہ گفتہ ایں آیت استمرار وحی از لدن آدم علیہ السلام تا انتہار زمن رسول خدا صلعم ے کند و اتصالش تا قیام ساعت است"

تیسری دلیل

خدا تعالےٰ نے قرآن مجید میں معبود کے لئے اپنے عابد کیساتھ کلام کرنا ضروری قرار دیا ہے۔ اور اسے دوسرے معبودوں پر اپنی فضیلت قرار دیا ہے۔ چنانچہ سامری کے بچھڑے اور یہودیوں کے معبود باطل کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ الم یروا انہ لایکلمھم ولا یھدیھم سبیلا یعنے کیا وہ یہ نہیں دیکھتے۔ کہ وہ بت ان سے کلام نہیں کرتا۔ اور اپنا قرب حاصل کرنے کی کوئی تدبیر نہیں بتاتا۔ کسی راستے کی ہدایت نہیں کرتا۔ دوسری جگہ فرمایا۔ افلا یرون الا یرجع الیھم قولا یعنے وہ لوگ اس امر کا خیال کیوں نہیں کرتے۔ کہ ان کا معبود باطل ان کی کسی بات کا بھی تو جواب نہیں دیتا۔ جس سے اس کو اپنے عشاق کی گرمیٔ عشق کے معلوم ہونے کا پتہ لگے۔ تیسری جگہ عام معبودان باطلہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا سواء علیھم ادعوتموھم ام انتم صامتون یعنے اے لوگو تمہاری عبادت کی یہ کیفیت ہے۔ کہ تم اپنے معبودان کو پکارو۔ یا نہ پکارو۔ یہ سب برابر ہے۔ کیونکہ نہ تمہاری عبادت کا انہیں علم ہے۔ اور نہ ان کی خوشنودی اور ناراضگی کا تمہیں علم۔ نہ تمہاری قلبی کیفیت اور اندرونی سوز و گداز سے وہ آگاہ ہیں۔ اور نہ اس محبت و عشق کے مقبول و مؤثر و نتیجہ خیز ہونے سے تم واقف۔

اس قسم کی کئی آیات قرآن پاک میں ہیں۔ جن میں خدا تعالےٰ نے اپنی صفت تکلم پر زور دے کر اپنی فضیلت ظاہر فرمائی ہے۔ نہ صرف فضیلت بلکہ اسے لازمۂ معبودیت قرار دیا ہے۔ اور اپنی حقانیت اور زندگی کی دلیل قرار دے کر دیگر معبودان کی بطلان اور موت ظاہر کی ہے۔ اگر فرض کر لیا جائے۔ کہ نبوت اپنی حقیقت کی رو سے بھی بند ہے۔ تو اسکے معنی یہ ہوں گے۔ کہ خدا تعالیٰ کی صفت تکلم جو اسکی فضیلت کی دلیل ہے۔ اب وقت بالکل ہی معطل ہو گئی ہے

چوتھی دلیل

خدا تعالےٰ نے سورۃ انعام کے دسویں رکوع میں نام بنام ۱۸ نبیوں کا مفصل ذکر کرنیکے بعد فرمایا ہے۔ ومن اٰبائھم وذریاتھم واخوانھم واجتبینٰھم وھدینٰھم الیٰ صراط مستقیم اور پھر آئندہ کے متعلق بصیغہ استقبال پیشگوئی فرماتا ہے۔ کہ ذالک ھدی اللہ یھدی بہ من یشاء من عبادہ یعنے یہ خدا تعالےٰ کی ہدایت ہے۔ اور وہ ایسی ہی ہدایت دیا کرے گا۔ جس کو چاہے گا۔ اپنے بندوں میں سے۔ یہ آیت آئندہ نبوت و رسالت کی نہایت زبردست دلیل ہے۔ کہ خدا تعالےٰ نے گذشتہ نبیوں کا مفصلاً و مجملاً ذکر کرنے کے بعد آئندہ کے لئے وعدہ دیدیا کہ ایسی ہدایت یعنے ایسا مقام قرب اوروں کو بھی دیا کریں گے۔ اگر ایسی ہدایت اور ایسے مقام قرب کے حاصل ہونے کی بندش ہوتی اور کسی کو بھی وہ درجہ ملنا نہ ہوتا۔ تو خدا تعالےٰ استقبالیہ فقرہ کا ذکر کیوں کرتا۔ اور پہلی ہدایتوں اور مقام قرب حاصل کرنے کی کامیابیوں کا ذکر کر کے آئندہ ویسی ہی ہدایت اور مقام قرب دینے کا وعدہ کیوں فرماتا۔ اور امت محمدیہ کے ہر فرد کو اس سے اگلی آیت میں اولئک الذین ھدی اللہ فبھداھم اقتدہ کہہ کر کیوں توجہ دلاتا۔ کہ اے امت محمدیہ کے فرد تیری ہمت بلند ہونی چاہیئے۔ اور تیرا ارادہ اور تیرا عزم بہت بالا اور تیرے دل میں ایسی ہدایت اور ایسے مقام کے حصول کی سچی تڑپ اور جوش ہونا ضروری ہے۔ کس قدر تعجب کا مقام ہے۔ کہ خدا تعالےٰ تو امت محمدیہ کے ہر فرد کو قرآن کریم میں پہلے انبیاء کا مجملاً و مفصلاً ذکر کرنے کے بعد ویسی ہی ہدایت اور ویسا ہی مقام قرب حاصل کرنے کا نہ صرف وعدہ ہی دے۔ بلکہ تحضیض و ترغیب بھی دلائے۔ اور ہماری ہمتوں کے بلند اور ہمارے ارادوں کے اعلےٰ ہونے کا ارشاد فرما دے۔ مگر ہم ایسا عقیدہ گھڑ لیں جو ان تمام امور کے سراسر خلاف ہو۔

پانچویں دلیل

یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے۔ کہ خدا تعالےٰ دنیا کا محبوب بننا چاہتا۔ اور دنیا کو اپنا طالب بنانا چاہتا ہے۔ اور جب کبھی ہم اپنے نفوس سے اس امر کی تصدیق چاہتے ہیں تو ہمیں جواب ملتا ہے کہ ہاں خالق فطرت نے ہماری فطرت ہی میں اپنی محبت کی چنگاری رکھ دی ہے۔ اس وسیع مضمون کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یوں ادا فرماتے ہیں۔

تو نے خود روحوں پر اپنے ہاتھ سے چھڑکا نمک
جس سے ہے شور محبت عاشقان زار کا

اس عشق کا مظاہرہ ہم بت پرستوں میں بھی دیکھتے ہیں۔ جو اپنے ہاتھ سے بت بناتے ہیں۔ اور خوب سمجھتے ہیں۔ کہ وہ ایک پتھر ہے یا مٹی کی مورت۔ یا لاکھ کا ڈھانچا ہے۔ جس پر سونے کے ورق لگا دیئے گئے ہیں۔ یا سیندور چھڑکا ہوا ہے۔ لیکن جب وہ عبادت کرتے ہیں۔ تو ان کے چہروں کا مطالعہ کیا جائے۔ ان کی وہ عقیدت۔ وہ عاجزی۔ وہ زاری دیکھی جائے۔ جو اس بے جان بت کے سامنے کرتے ہیں۔ تو صاف پتہ چلتا ہے۔ کہ یہ اسی خالق فطرت کا فعل ہے جس نے انسانی فطرت ہی میں یہ تڑپ رکھی ہے۔ کہ وہ اپنے محبوب ازلی کی تلاش کرے۔ اور اپنے معبود لاثانی کا پتہ لگانے کے لئے سرگرداں پھرے

خدا تعالےٰ نے اپنے کلام پاک میں اس فطرتی تقاضے کی طرف یوں توجہ دلائی ہے۔ اور ہم سے یوں اقرار لیا ہے۔ واذ اخذ ربک من بنی اٰدم من ظھورھم ذریتھم واشھدھم علیٰ انفسھم الست بربکم قالوا بلیٰ شھدنا ان تقولوا یوم القیامۃ انا کنا عن ھذا غافلین (اعراف ۲۱) یعنے جب خدا تعالےٰ بنی آدم کو ان کی پیٹھوں سے ان کی ذریت بننے تک کے تغیرات کے اندر اندر ایسے رنگ میں لے لیتا ہے۔ کہ انہیں اپنی اپنی ضمیر اور کانشنس کے لحاظ سے اس امر پر گواہ ٹھہراتا ہے۔ کہ بتاؤ میں تمہارا رب ہوں۔ یا نہیں۔ تو انسانی فطرت بولتی ہے۔ کہ ضرور بالضرور تو ہی ہمارا رب ہے۔ جس نے ہماری ظاہری ربوبیت کے ساتھ اندر ہی اندر روحانی ربوبیت حاصل کرنے کی تمنا بھی ہمارے اندر رکھ دی ہے۔

اس تمام انسانی تڑپ اور اپنے خالق ۔ مالک اور محبوب ازلی کی تلاش کی خواہش اور ذوق و شوق کا دل میں رکھا جانا۔ اور ہر انسانی ضمیر کو اس کا احساس بھی دیا جانا۔ محض اس لئے ہے کہ قیامت کو ہم اس امر سے غافل رہنے کا عذر نہ کر سکیں۔ اور یہ نہ کہہ سکیں کہ اے خدا ہم تیری ذات و صفات کی معرفت حاصل کرنے سے غافل تھے اور ہمیں توجہ نہیں ہوئی۔ کیونکہ تو نے اپنی ذات کی تلاش کی تڑپ ہماری روح میں پیدا کر دی ہے۔ پس جب یہ حقیقت ہے اور ہم عالم ۔ جاہل ۔ متمدن و وحشی ۔ امیر و غریب ۔ بڑے چھوٹے ہر انسان میں اپنے خدا سے ملنے کی تڑپ دیکھ رہے ہیں۔ بت پرستوں کو اپنے بتوں کے آگے اسی عشق کی وجہ سے سرنگوں پاتے ہیں۔ آگ کے پوجاریوں کو اسی دھن کی وجہ سے لکڑی کے ساتھ ہی اپنا دل جلاتے ہوئے مشاہدہ کرتے ہیں۔ آفتاب پرستوں کو اس اندرونی تپش کی وجہ سے سورج کے آگے ہاتھ باندھے ملاحظہ کرتے ہیں۔ دریا کے کنارے یا ویرانوں میں۔ پہاڑوں کی چوٹیوں پر یا مساجد و منادر میں غرض جب ہر جگہ اسی اندرونی لو اور آتش عشق کی چنگاری کا مظاہرہ پاتے ہیں۔ تو کیسے مانا جا سکتا ہے کہ جب اس خالق فطرت کا فعل یہ ہے۔ تو اس کے سچے قول یعنی قرآن پاک میں اس عشق کے پورا ہونے کا سامان نہ کیا ہوگا۔ نہیں۔ نہیں اس نے ضرور اس کا انتظام کیا ہے اور اپنے قول و فعل کو جس طرح اور معاملات میں یکساں و متفق و متحد رکھا ہے۔ وہاں اس معاملے میں بھی متحد و متفق ثابت کیا ہے اور فرمایا ہے۔ (۱) والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا ۔ (۲) ادعونی استجب لکم (۳) واذا سالک عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان۔ الغرض نفوس انسانیہ میں فطرتاً اپنے خالق و مالک خدا کا قرب حاصل کرنے کی جو تڑپ رکھی گئی ہے۔ وہ اس امر کا زبردست ثبوت ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے اس فعل کے نتیجے میں ہماری کوششوں کو بار آور کرنا چاہتا ہے۔ اور کبھی نہیں ہو سکتا کہ اس مقام قرب کے حصول میں اس نے کوئی روک رکھی اگر ایسا ہوتا۔ تو اس نے یہ زبردست خواہش ہمارے قلوب سے ضرور مٹا دی ہوتی۔ پس اگر خدا تعالیٰ کے پاکیزہ کلام اور تسلی بخش مکالمہ مخاطبہ کے حصول خدا تعالیٰ کی محبت اور اس کے عشق میں اپنے آپ کو فنا کر دینے کی خواہش ہمارے اندر ہے۔ تو بالضرور وہ مقام قرب اب بھی ہمارے لئے ممکن ہے۔ جس پر فائز ہو کر ہم علیٰ قدر مراتب خدا تعالیٰ کی صفات کے مظہر ہو سکتے ہیں۔ اور اس مقام قرب کی کوئی شق ایسی نہیں۔ جس کا حصول ہم سے دور رکھا گیا ہو کیونکہ ہماری تڑپ اور پہلے لوگوں کی تڑپ میں کوئی فرق نہیں ہے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے کیا خوب فرمایا ہے۔

گر نہ دیدار میسر ہو نہ گفتار نصیب ؎ کوچہ عشق میں آکر کوئی کیا لے پیارے

لاہور میں اہلحدیثوں سے کامیاب مناظرہ

انجمن اہل حدیث لاہور نے ۳۰ دسمبر کی شام کو ایک اشتہار شائع کیا۔ اور بلا ہماری اطلاع اور باہمی سمجھوتہ کے مناظرہ کا اعلان کر دیا۔ اگرچہ اصولاً ہم پر کوئی پابندی عائد نہ ہوئی تھی۔ تاہم ان کے چیلنج کو ہم نے منظور کر لیا۔ اور یکم جنوری کو ایک بجے بعد دوپہر ہمارے مبلغین مولوی محمد سلیم صاحب مولوی فاضل اور ملک عبدالرحمٰن صاحب خادم بی۔ اے مقام مناظرہ پر پہنچ گئے۔

پہلا لیکچر میاں عبداللہ صاحب معمار نامی کا تھا۔ جس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر توہین انبیاءؑ کا الزام لگایا اس کا جواب مولوی محمد سلیم صاحب نے باوجود تنگی وقت کے اپنی برجستہ تقریر میں نہایت قابلیت سے دیا۔ اور حاضرین پر اچھا اثر ہوا۔ پانچ پانچ منٹ کے سوال و جواب کے وقت بھی مولوی صاحب موصوف نے اچھی طرح واضح کر دیا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تمام انبیاء پر جن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اسم گرامی خصوصیت سے ہے۔ ایمان لانے اور ان کی عزت کرنے پر زور دیا ہے چنانچہ آپ نے تحریر فرمایا ہے۔

"اگر یہ اعتراض ہے کہ کسی نبی کی توہین کی ہے اور وہ کلمہ کفر ہے۔ تو اس کا جواب بھی یہی ہے کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین اور ہم سب نبیوں پر ایمان لاتے ہیں۔ اور تعظیم سے دیکھتے ہیں۔ بعض عبارات جو اپنے محل پر چسپاں ہیں وہ بہ نیت توہین نہیں بلکہ بتائید توحید ہیں۔ انما الاعمال بالنیات اور تمہارے جیسے عقل والوں نے صاحب تقویۃ الایمان کو بھی اسی خیال سے کافر کہا تھا۔ کہ بعض کلمات ان کو اس کتاب میں ایسے معلوم ہوئے کہ گویا وہ انبیاء کی توہین کرتا ہے۔ اور چوہڑوں اور چماروں کو ان کے برابر جانتا ہے گو ہماری طرح ان کا بھی یہی جواب تھا۔ کہ "انما الاعمال بالنیات"

(انوار الاسلام صفحہ ۳۴)

دوسرا لیکچر مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کا تھا۔ مولوی صاحب نے حسب معمول اپنا لیکچر شروع کیا۔ اور بجائے ایک گھنٹہ کے ۴۵ منٹ میں ادھر ادھر کی باتیں کر کے ختم کر دیا۔

جناب خادم صاحب گجراتی نے نہایت خوبی سے مولوی صاحب کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اشتہار ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ئہ اور اہلحدیث ۲۶ اپریل ۱۹۰۷ئہ سے جواب پیش کیا۔ جس سے حاضرین پر سناٹا چھا گیا۔ اس کے بعد مولوی ثناء اللہ صاحب نے مذبوحی حرکات شروع کر دیں۔ جس پر مجمع میں سے آواز آئی۔ ان باتوں سے کیا فائدہ۔ غرض ساڑھے پانچ بجے مناظرہ بخیر و خوبی ختم ہوا۔ الحمد للہ۔ تعلیم یافتہ اور سمجھدار طبقہ پر اچھا اثر ہوا۔

دوران جلسہ میں اہل سنت والجماعت ایسوسی ایشن لاہور کی طرف سے ایک اشتہار شائع کیا گیا۔ جس میں مولوی ثناء اللہ صاحب سے مطالبہ کیا گیا کہ مرزا صاحب کا اصل اشتہار اور ۲۶ اپریل ۱۹۰۷ئہ کے اہلحدیث والا جواب شائع کیا جائے۔ تاکہ پبلک خود نتیجہ نکال سکے۔ ؎

(خاکسار۔ محب الرحمٰن سکرٹری تبلیغ لاہور)

مولوی ثناء اللہ صاحب سے گذارش

مولوی صاحب موصوف جہاں کہیں جماعت احمدیہ کے خلاف لیکچر دیتے ہیں۔ وہاں مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا اشتہار آخری فیصلہ پیش کرتے ہیں۔ لیکن جب اس کے بارہ میں جماعت احمدیہ سے سوال کیا جاتا ہے۔ تو وہ اس اشتہار آخری فیصلہ کے ساتھ مولوی ثناء اللہ صاحب کا وہ جواب جو مولوی صاحب نے اپنے اخبار اہل حدیث مورخہ ۲۶ اپریل ۱۹۰۷ئہ میں معہ اسسٹنٹ ایڈیٹر کے نوٹ کے دیا تھا پیش کر دیتے ہیں۔ جس کا مفہوم یہ نکلتا ہے۔ کہ مولوی صاحب کو یہ فیصلہ منظور نہیں۔ اور کہ قرآن کے رو سے لمبی عمر بدکاروں کو دی جاتی ہے۔ چنانچہ جماعت لاہور نے ایک ٹریکٹ جس کا نمبر پانچ ہے۔ مرزا صاحب کے اشتہار آخری فیصلہ اور مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کے جواب و اسسٹنٹ ایڈیٹر اخبار اہلحدیث کے نوٹ کے ساتھ اپنے پنڈال میں تقسیم کیا۔ طرفین کے بیانات کو بغور پڑھ لینے کے بعد نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ مولوی صاحب نے اس فیصلہ کو اس وقت قرآن کی آیات کے ماتحت نامنظور کر دیا تھا۔

کیا ہی اچھا ہو۔ کہ جماعت احمدیہ لاہور کی طرح مولوی ثناء اللہ صاحب بھی مرزا صاحب کے اشتہار آخری فیصلہ اور جواب اور اپنے اسسٹنٹ ایڈیٹر کے نوٹ کو لفظ بلفظ پبلک میں شائع کر دیں۔ تاکہ عام مسلمانوں پر صحیح حقیقت واضح ہو جائے۔ کیونکہ جب تک طرفین کے اصل بیانات نہ پڑھ لئے جائیں۔ کسی صحیح نتیجہ تک پہنچنا مشکل امر ہے۔ یک طرفہ بیان پر فیصلہ دینا قرآن و حدیث و تعلیم اسلام کے خلاف ہے۔ ہم مسلمان محض مناظرانہ باتوں سے تسلی نہیں چاہتے بلکہ طرفین کے اصل بیانات پڑھ کر خود کسی نتیجہ تک پہنچنا چاہتے ہیں۔ امید ہے ہماری گذارش قبول کی جائے گی۔ کیونکہ یک طرفہ بیان سے ہماری تسلی نہیں ہو سکتی۔ صرف اشتہار زیر بحث و اس کے جواب ہی اصل واقعہ پر روشنی ڈال سکیں گے۔ ؎

(سکرٹری اہل سنت والجماعت ایسوسی ایشن لاہور)

دہلی میں تبلیغ اسلام (اور) جماعت احمدیہ کی خدمات کا اعتراف

دہلی میں ہندوستان کا مرکز ہونے کی وجہ سے جو تبلیغ کی جاتی ہے۔ اس کا اثر خدا کے فضل سے تمام ہندوستان میں پھیل جاتا ہے۔ بلکہ بعض اوقات ہندوستان سے نکل کر اکناف عالم میں پہنچ جاتا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دعاؤں کے طفیل اکثر اوقات تبلیغ کے بہت اچھے مواقع نکل آتے ہیں۔ چند روز ہوئے حافظ محمد ولایت اللہ صاحب ریٹائرڈ ڈپٹی کمشنر ممالک متوسط کے خاندان میں تبلیغ کا بہت اچھا اثر ہوا۔ آپ جماعت احمدیہ کی تبلیغی مساعی کے بہت مداح ہیں سیرت النبیؐ کے جلسوں کی ناگ پور میں صدارت کے فرائض بھی انجام دے چکے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ ہمارے ہاں مولود شریف کثرت سے ہوتے ہیں۔ مگر ان محفلوں میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت کے چیدہ حالات حضور کی رواداری۔ حسن سلوک۔ عفو۔ تعلیم اسلام۔ واصلاح عرب وغیرہ کا کچھ ذکر نہیں ہوتا۔ حضرت امام جماعت احمدیہ نے یہ عظیم الشان کام شروع فرمایا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاکیزہ زندگی کے مختلف پہلوؤں پر ہر سال روشنی ڈالی جاتی ہے۔ آپ نے خواہش ظاہر کی۔ کہ مولود شریف کے موقعہ پر پڑھنے کے لئے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مختصر سوانح حیات ہو۔ اور اس قسم کے چھوٹے چھوٹے ٹریکٹ لکھے جائیں تو بہت مفید ہوں۔ انہیں دنیا کا محسن اور پیارا رسول یعنی لیکچر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ دیئے گئے دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ آپ نے فرمایا۔ صرف آپ کی جماعت تبلیغی کام کر رہی ہے۔ میں آپ کے کام کا صدق دل سے مداح ہوں۔ میرے پاس اخبار "آزاد" لاہور کا پرچہ آیا اور مجھے اس کی خریداری کے واسطے تحریک کی گئی۔ میں نے انہیں لکھ دیا۔ کہ آئندہ میرے نام پرچہ بند کر دیں۔ میں اسے پسند نہیں کرتا۔ کیونکہ اس میں سوائے جماعت احمدیہ کی نسبت بد کلامی کے اور مجھے کچھ نظر نہیں آیا۔ حالانکہ جماعت احمدیہ اسلام کی جو خدمت کر رہی ہے۔ اس کا ہمیں عشر عشیر میسر نہیں۔

حافظ صاحب موصوف کے تین صاحبزادے ہیں۔ دو بیرسٹر ہیں۔ ایک گورنمنٹ آف انڈیا میں انڈر سیکرٹری ہیں۔ سب اسی رنگ میں رنگین ہیں۔ آپ کی بیگم صاحبہ نے بھی ہماری کتابوں کا مطالعہ فرمایا۔ اگرچہ ان کی طبیعت علیل تھی خداوند کریم انہیں صحت عطا فرمائے۔

ڈاکٹر سر عبد اللہ صاحب سہروردی آج کل ایک لائبریری بنانا چاہتے ہیں۔ اس میں تمام مذہبی کتب جمع کریں گے آپ نے فرمایا کہ میں حضرت مرزا صاحب کی تمام تصانیف اس میں رکھوں گا۔ خود قیمتاً خریدنے کا ارادہ ہے۔ اگر کوئی دوست عطیہ کے طور پر عنایت فرمائیں گے۔ تو میں بے حد مشکور ہونگا۔

شمس العلماء مولوی سید احمد صاحب کی خدمت میں اچھوتوں کے متعلق کتابیں مصنفہ ملک فضل حسین صاحب پیش کی گئی ہیں۔ آپ نے ان کے متعلق بہت دلچسپی کا اظہار فرمایا۔ اور کہا کہ تبلیغ کرنا تو نبیوں کا کام ہے خواہ اچھوتوں میں ہی کی جائے۔ اس سے ہمیں دونوں فائدے ہیں۔ مذہبی بھی اور ملکی بھی جس قدر ہماری تعداد بڑھے گی۔ ہمیں ملکی فوائد بھی حاصل ہونگے۔ اور اللہ تعالیٰ کی رضا بھی۔

اسی طرح بہت سے معززین سے ملنے کا موقعہ ہوا۔ معلوم ہوا کہ سب کے دل ہمارے ساتھ ہیں۔ اور یہ سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہو رہا ہے۔

پس اے احمدی جماعت اٹھ اور زور سے تبلیغ میں مصروف ہو جا۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعائیں قبول ہو رہی ہیں۔ اور تیرا اجر تجھے ملنے والا ہے۔ بادشاہوں کے گھروں میں نشانات ظاہر ہو چکے۔ زار روس کے متعلق پیشگوئی پوری ہو چکی۔ "آہ نادر شاہ کہاں گیا" کا نشان کس صفائی سے پورا ہوا۔ "تزلزل در ایوان کسریٰ فتاد" "ایک مشرقی طاقت" کے الہام ایران اور جاپان کے لئے پورے ہوئے ترکوں کے لئے نشانات دکھلائے گئے۔ حکومت انگریزی نے بھی نصرت الٰہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعا کی صورت میں دیکھی۔ اب جماعت احمدیہ کا فرض ہے۔ کہ ہر خاص و عام میں ان نشانات کا چرچا کرے۔

(خاکسار۔ غلام حسین ازنتی دہلی)

چند نوجوانوں کی قابل تعریف سرگرمی

اس دفعہ منتظمین جلسہ سالانہ نے زنانہ جلسہ گاہ کی سٹیج تجربۃً دوسری جگہ تبدیل کر دی۔ لیکن ۲۶ دسمبر تقاریر ہونے پر معلوم ہوا۔ کہ گذشتہ سالوں کی نسبت اس دفعہ بہت زیادہ شور رہا۔ اور لیکچرار ول کو سخت دقت ہوئی۔ ۲۷ دسمبر کی شام کو جب اس امر کی رپورٹ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی خدمت میں پہنچی۔ تو حضور نے ناظر صاحب دعوت و تبلیغ کو لکھا۔ کہ سٹیج کے موجودہ جگہ پر ہونے کی صورت میں میں کل عورتوں میں تقریر نہیں کر سکونگا۔ اس پر جناب ناظر صاحب نے سٹیج کو دوسری جگہ تبدیل کرنا ضروری سمجھا۔ ماسٹر عبد الواحد صاحب ایک تبلیغی امر کی غرض سے جناب ناظر صاحب کی خدمت میں حاضر تھے۔ اور اسی وقت احمدیہ فیلوشپ آف یوتھ کا جلسہ مسجد اقصیٰ میں ہو رہا تھا۔ ناظر صاحب نے ماسٹر صاحب کو اس جلسہ میں بھیج کر تحریک کی۔ کہ کم از کم بیس انصار اللہ ایک کام کرنے کے لئے تین چار گھنٹے کے لئے تشریف لے آئیں۔ اس پر بیس انصار اللہ آ گئے۔ اور تمام دوستوں نے نہایت محنت سے سٹیج کو دوسری جگہ تبدیل کر دیا۔ باوجودیکہ رات کے قریباً دس بج چکے تھے۔ اور سخت سردی تھی۔ لیکن دوست اینٹیں اور مٹی سٹیج بنانے کے لئے لاتے گئے۔ قریباً تین بجے رات کام ختم ہوا۔

اس موقعہ پر یہ ذکر کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ جب ناظر صاحب دعوت و تبلیغ کے سامنے بعض امور کے لحاظ سے کہا گیا۔ کہ اسی جگہ سٹیج رہنا چاہیئے۔ تو انہوں نے کہا۔ اب دلائل کا وقت نہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کے حکم پر عمل کرنا چاہیئے۔ بعض احباب نے باوجود بیمار ہونے کے بہت اخلاص سے کام کیا۔

حسب ذیل اصحاب نے اس کام میں حصہ لیا۔

(۱) سید ولی اللہ شاہ صاحب ناظر دعوت و تبلیغ
(۲) مولوی عطا محمد صاحب کلرک دعوت و تبلیغ
(۳) نبی بخش صاحب دفتری دعوت و تبلیغ
(۴) شیخ احمد اللہ صاحب ہیڈ کلرک نوشہرہ
(۵) مولوی عبد الواحد صاحب سیکرٹری انصار اللہ دہلی
(۶) ماسٹر عبد الغفور صاحب دہلی
(۷) مستری کرم الدین صاحب دہلی
(۸) شیخ خلیل الرحمٰن صاحب جہلم
(۹) ملک فضل الدین صاحب رہتاس
(۱۰) ملک عبد الخالق صاحب رہتاس
(۱۱) حکیم سراج الدین صاحب شادیوال
(۱۲) عبد الغفار صاحب شادیوال
(۱۳) مستری اللہ رکھا صاحب ننگل
(۱۴) مستری شاہ محمد صاحب ننگل
(۱۵) محمد یٰسین صاحب قادیان
(۱۶) سید عبد اللہ صاحب سیکرٹری سرائے عالمگیر
(۱۷) محمد صادق صاحب احمدی پوری
(۱۸) ثناء اللہ صاحب چانگریاں
(۱۹) عبد الغفار صاحب ڈرائنگ ماسٹر مدرسہ احمدیہ قادیان
(۲۰) جمیل احمد صاحب
(۲۱) اللہ رکھا صاحب نارووال
(۲۲) عنایت اللہ صاحب نارووال
(۲۳) عبد الرحیم صاحب احمدیہ دیانت سوڈا واٹر فیکٹری قادیان

(نامہ نگار)

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

پولیٹیکل قیدیوں کا ایک جتھہ جو ۲۴ افراد پر مشتمل تھا۔ ۱۲ جنوری کو کلکتہ سے انڈیمان بھیجا گیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک سال کے اندر حکومت بنگال ایک سو تیس پولیٹیکل قیدی انڈیمان بھیج چکی ہے

چٹاگانگ کے اسلحہ خانہ پر چھاپہ کے ضمنی مقدمہ میں سزا یافتہ دو ہندو نوجوان سوریہ سین اور تارا کیشور ۱۲ جنوری کو چٹاگانگ جیل میں تختۂ دار پر لٹکا دئے گئے۔

سر فضل حسین اور سر ہری ہیگ نواب صاحب ڈھاکہ کے مدعو کرنے پر ۱۲ جنوری کو ڈھاکہ گئے۔

کلکتہ میں سکرٹریٹ کے قریب ۱۲ جنوری کو ایک دفتر میں تین اینگلو انڈین نوجوانوں نے داخل ہو کر بے تحاشا بم نما پٹاخے چلانے شروع کر دئے۔ جس سے سنسنی پھیل گئی۔ پولیس نے تینوں کو گرفتار کر لیا

کاشی پور کے ایک ہندو سکول ماسٹر نے ۱۱ جنوری کی اطلاع کے مطابق عہد کیا ہے کہ جب تک مجھے ایشور کا درشن نہیں ہوگا میں پانی نہیں پیوں گا۔

سر عمر حیات خاں ٹوانہ ممبر انڈیا کونسل کے متعلق لنڈن سے ۱۱ جنوری کی اطلاع ہے۔ کہ وہ چار ماہ کی رخصت پر ہندوستان آ رہے ہیں۔

چینی گورنمنٹ نے لیگ آف نیشنز کو اطلاع دی ہے۔ کہ اس نے افیون اور دیگر خطرناک چیزوں کی تیاری اور تجارت پر پابندیاں عائد کرنے کے معاہدہ کی عارضی طور پر تصدیق کر دی ہے

چندوسی کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ وہاں کے لوگوں نے مندر پرویش بل کے خلاف ایجی ٹیشن شروع کر رکھی ہے۔ شہر کے علاوہ دیہات میں بھی جلسے کئے جا رہے ہیں۔ ایک قریب کے گاؤں کے سناتنی بھنگیوں اور چماروں کو گالیاں دے رہے تھے۔ کہ چماروں نے انہیں خوب پیٹا۔

پنجاب گورنمنٹ نے آغا صفدر کا تقرر بطور سکرٹری میونسپل کمیٹی لاہور منظور کر لیا ہے۔

ریاست بہاولپور کے پبلسٹی آفیسر نے اعلان کیا ہے کہ زراعتی اجناس کے موجودہ ارزاں نرخوں اور فصل خریف کو جو نقصان پہنچا ہے۔ اسے مدنظر رکھتے ہوئے حکومت نے سپیشل کمیٹی کی سفارش پر جوار اور چری کی فصلوں کے مالیہ میں چار آنے فی روپیہ تخفیف کر دی ہے۔ بعض علاقہ میں دہان کی فصل کے مالیہ میں ہر سے آٹھ آنہ تک بھی تخفیف کی گئی ہے۔ علاوہ ازیں کاشتکاروں کو اور بھی بہت سی رعایتیں دی گئی ہیں۔

امرت سر سے ۱۲ جنوری کی اطلاع ہے کہ شہر میں پلیگ کے ذریعہ اب تک چالیس موتیں ہو چکی ہیں۔ محکمۂ حفظان صحت نے چوبیس ہزار اشخاص کو ٹیکہ لگایا ہے۔

ایم سی سی اور وزیا گرام ٹیم مدراس کے درمیان متواتر تین دن میچ ہونیکے بعد ۱۲ جنوری کو ایم سی سی کو ۱۴ رنز دوں پر شکست ہوئی۔ ہندوستان میں اس ٹیم کی یہ پہلی شکست ہے۔

کپورتھلہ سے ۱۱ جنوری کی اطلاع ہے کہ وہاں ایکٹ انتقال اراضی نافذ کر دیا گیا ہے۔

سٹیٹسمین کا نامہ نگار لکھتا ہے۔ کہ کاشغر میں پھر جنگ شروع ہو گئی ہے اور جدید ترکی حکومت کے۔ لئے مشکلات کا سامنا ہو رہا ہے معلوم ہوا ہے کہ تنگانیوں نے مطالبہ کیا ہے کہ ترکی ہتھیار ڈال دیں

یمن ونجد کی آویزش کے متعلق تازہ ترین اطلاعات مظہر ہیں۔ کہ یمنی لشکر نجرانی قبائل کے مقابلہ میں شکست کھا کر بھاگ نکلا ہے۔ اور اس نے نجران خالی کر دیا ہے۔ امام یحیٰی اور سلطان ابن سعود کے نمایندوں میں گفتگوئے مصالحت جاری ہے

ایسوسی ایٹڈ پریس کو معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ حکومت بنگال نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ چاٹگام کے شہر اور نواح کے دیہات میں مزید ایڈیشنل پولیس متعین کی جائے۔ کہا جاتا ہے کہ یورپینوں پر حملوں کی تازہ واردات کا یہ نتیجہ ہے

شکر سازی کے ایک نئے کارخانے کا ۱۱ جنوری کو مہاراجہ صاحب کپورتھلہ نے پھگواڑہ میں افتتاح کیا۔ یہ کارخانہ پنجاب کی ریاستوں کے تمام کارخانوں میں سب سے بڑا ہے۔ اور اس کے باعث ریاست میں شکر سازی کی کاشت ابھی سے زیادہ ہو گئی ہے۔

گاندھی جی کے متعلق میسور کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ وہاں اخبار نویسوں کی ایک جماعت نے جب آپ سے ملاقات کی۔ تو آپ نے کہا۔ مجھے اخبار نویسوں سے بچاؤ لیکن جب اخبار نویسوں نے کہا کہ وہ روپیہ دینے آئے ہیں۔ تو گاندھی جی مسکرائے۔

وائنا کی ایک اطلاع کے مطابق آسٹریا کے تمام حصوں میں بدامنی پھیلی ہوئی ہے۔ صورت حالات کو پر امن بنانے کی سکیم پر عمل کرتے ہوئے ڈاکٹر ڈولفس چانسلر نے آسٹریا کی نیم فوجی بٹیلین کی کمان خود لے لی ہے۔ اس وقت تک چار سو سے زائد اشخاص گرفتار کئے جا چکے ہیں۔

جرمنی پارلیمنٹ کو آگ لگانے کے ملزم فان در لیوبے کو ۱۰ جنوری سزائے موت دے دی گئی۔ حکومت ہالینڈ نے سزائے موت کو قید میں تبدیل کرانے کی سخت کوشش کی تھی مگر ناکام رہی۔ نعش ہالینڈ میں ملزم کے خاندان کے حوالے کر دی جائے گی۔

امریکن سینٹ نے شراب کے ٹیکس بل میں ۳۹ کے مقابلہ میں چالیس ووٹوں سے اس ترمیم کو منظور کر لیا ہے۔ کہ ان ملکوں کی شراب کی درآمد پر جو امریکہ کے مقروض ہیں۔ خاص ٹیکس لگایا جائے۔

پنجاب کونسل کا بجٹ سیشن لاہور کی ایک اطلاع کے مطابق فروری میں ہونے والا ہے۔ اس اجلاس میں پنجاب گورنمنٹ کا سالانہ بجٹ بھی پیش ہوگا۔ نیز پنجاب یونیورسٹی تحقیقاتی کمیٹی کی رپورٹ بھی

اسمبلی کے آیندہ اجلاس میں پیش ہونے کے لئے مسٹر رنگا آئر نے ایک ریزولیوشن کا نوٹس دیا ہے۔ جس کا مفاد یہ ہے کہ مالابار کو نئے کانسٹی ٹیوشن کے ماتحت الگ صوبہ بنا دیا جائے۔ کیونکہ جہاں وہ زبان رواج اور تمدن کے لحاظ سے دیگر صوبجات سے بالکل مختلف ہے۔ وہاں وہ مالی لحاظ سے اپنے اخراجات خود برداشت کر لینے کے بھی قابل ہے

سید عبد العزیز صاحب بیرسٹر جو سر علی امام کے رشتہ دار ہیں۔ اور مقدمہ سازش دہلی میں جناب چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کے بعد بطور سرکاری وکیل پیش ہوئے تھے۔ گورنمنٹ بہار واڑیسہ کے وزیر بنائے گئے ہیں۔

پنڈت جواہر لال نہرو نے بمبئی کی آل پارٹیز کانفرنس کے متعلق جس کے انعقاد کی تجویزیں ہو رہی ہیں۔ ۱۱ جنوری کو الہ آباد میں ایک بیان دیتے ہوئے کہا۔ کہ وائٹ پیپر پر غور کرنا اور اس کو بہتر بنوانے کی کوشش کرنا خود مختاری کے اصول کے خلاف ہے۔ اس لئے کانگرس اس میں شامل نہیں ہوگی۔

ریلوے ملازمین کے متعلق نئی دہلی کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ اس سال ان کی تنخواہوں کی کوئی تخفیف بحال نہیں کی جائے گی۔ کیونکہ اگر تخفیف بحال کی گئی۔ تو ریلوے ڈیپارٹمنٹ کے خسارہ میں ایک کروڑ روپے کا اضافہ ہو جائیگا۔

ڈلہوزی میں گذشتہ سال ایک گورے کی گولی سے ایک ہندوستانی مینجر مارا گیا تھا۔ اس مقدمے کا فیصلہ ۱۱ جنوری کو سشن جج امرت سر کی عدالت میں سنا دیا گیا۔ عدالت نے سات انگریزوں کی جیوری کی متفقہ رائے سے اس واقعہ کو اتفاقی حادثہ قرار دیتے ہوئے گورے کو بری کر دیا۔ فیصلہ سننے کے لئے ڈپٹی کمشنر بھی عدالت میں موجود تھا۔

ٹوکیو سے ۱۱ جنوری کی اطلاع ہے کہ گذشتہ سال کی نسبت اس سال جاپان کی غیر ملکی تجارت میں زبردست اضافہ ہو گیا ہے برآمد تجارت ۱۹۳ ملین اور درآمد تجارت ۲۰۱ ملین پونڈ ہے۔

مسٹر جناح اور جیکر نے بمبئی سے ۱۱ جنوری کی اطلاع کے مطابق کرسمس کے بعد بمبئی ہائی کورٹ میں پریکٹس شروع کر دی ہے

ہندو سبھا کا ایک ڈیپوٹیشن مہاراجہ صاحب کپورتھلہ سے ۱۱ جنوری کو ملا۔ تو مہاراجہ بہادر نے جواب دیتے ہوئے کہا کہ مجھے اپنے افسروں پر مکمل اعتماد ہے۔ علاوہ ازیں اپنی ریاست کے انتظام کے متعلق فیصلہ کرنے کا مجھے حق حاصل ہے۔

عبد الرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر۔ غلام نبی